سیدنا حضرت امیر معاویہ

از
مفسر قرآن حکیم الامت مفتی
احمد یار خان
نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

رضا اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس ان
میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے

حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

پر

ایک نظر

از

مفسر قرآن حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
رضا اکیڈمی

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۳۱۸

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہ

نام کتاب ـــــــــ حضرت امیر معاویہ
مصنف ـــــــــ مفتی احمد یار خان نعیمی
صفحات ـــــــــ ۱۰۴
ناشر بار اول ـــــــــ نعیمی کتب خانہ لاہور
تاریخ اشاعت بار اول ـــــ مئی ۲۰۱۶ء
ناشر بار دوم ـــــ رضا اکیڈمی
۵۲/ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
تاریخ اشاعت بار دوم ـــــ مارچ ۲۰۱۷ء
طابع ـــــــــ رضا آفسیٹ، ممبئی ۳

حسب فرمائش سید محبوب باپو، ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ التُّقٰى۔

جاننا چاہیئے کہ ایمان کی بنیاد جس پر تمام عقائد و اعمال کی عمارت قائم ہو سکتی ہے وہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و محبت ہے حضور ہی کی عظمت و محبت سے رب تعالیٰ کی ہیبت و جلال دل میں پیدا ہوتی ہے، اسی سے سارے پیغمبروں کی تعظیم و توقیر حاصل ہوتی ہے، اسی سے قرآن کریم کا وقار اسی سے اسلام کی عظمت دل میں جا گیزیں ہوتے ہیں غرضیکہ جس دل میں حضور کی محبت ہے اس میں ایمان ہے اور جو اس سے خالی ہوا وہ ایمان سے بے بہرہ رہا قرآن کریم فرماتا ہے:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (نساء۔۶۵)

اے محبوب تمہارے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اپنے تمام جھگڑوں میں تمہیں اپنا حاکم بنائیں پھر تمہارے فیصلہ سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور سر نیاز تسلیم کر دیں۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اُسکے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوؤں

پھر یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد اول ص ۲۹) مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، اردو بازار لاہور۔

جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام۔ اہلبیت اطہار بلکہ حضور سے ہر نسبت رکھنے والی چیز سے دلی محبت نہ ہو اسلئے رب العالمین نے اپنی پہچان اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے اور حضور کی پہچان صحابہ کبار کے وسیلہ سے کرائی کہ ارشاد فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸ۭ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ (فتح۔ ۲۹۔ ۲۸)	وہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ انہیں تمام دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے تمام ساتھی کافروں پر سخت ہیں آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئینہ خدا نما ہیں اور حضور کے اصحاب آئینہ رسول نما۔ خدا کو پہچاننا ہے تو حضور کو جانو اور مانو اور حضور کو جاننا اور ماننا ہے تو اُن کے انصار و مہاجرین کو مانو یہ بھی خیال رہے کہ جیسے ایک پیغمبر کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے، رب فرماتا ہے:۔

۱. كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ (الشعراء ۱۲۳)	قوم عاد نے تمام نبیوں کو جھوٹا کہا۔
۲. كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (الحجر ۸۰)	حجر والوں نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔
۳. كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ (الشعراء ۱۴۱)	قوم ثمود نے تمام پیغمبروں کو جھوٹا کہا۔
۴. كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ (الشراء ۱۰۵)	قوم نوح نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔
۵. كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ (الشعراء ۱۶۰)	قوم لُوط نے سارے نبیوں کو جھوٹا کہا۔

دیکھو قوم عاد۔قوم ثمود۔قوم لُوط۔قوم نوح نے صرف اپنے اپنے ایک رسول کی تکذیب کی تھی مگر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے سارے پیغمبروں کا انکار کر دیا۔معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے رسولوں کا انکار ہے' اسی طرح ایک صحابی کا انکار اہلبیت اطہار میں سے ایک بزرگ سے سرتابی در پردہ تمام صحابہ کرام اور سارے اہلبیت کا انکار ہے۔

آج مشاہدہ ہو رہا ہے کہ جس دل میں صرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے عداوت پیدا ہوئی تو اس کا انجام یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ اس میں اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام تمام ہی کی نفرت پیدا ہو گئی اور سب پر زبان طعنہ دراز کرنے لگے۔اس پر زمانہ ماضی و حال شاہد عدل ہے۔

خوارج

یہ لوگ اوّلاً' علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سپاہی اور آپ کے جانثار تھے' آپ پر جان و مال قربان کرتے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمائی تو یہ لوگ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے جوش میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متنفر ہو گئے اور کہنے لگے کہ علی رضی اللہ عنہ نے سخت غلطی کی کہ معاویہ جیسے دشمن سے صلح کر لی اور غیر خدا کو حکم قبول کر کے شرک کا ارتکاب کیا۔آخر کار یہ بغض معاویہ والے لوگ ذوالفقار حیدری سے تہ تیغ ہوئے ان کے خروج کی اصلی وجہ بغض معاویہ ہوئی۔

روافض

یہ مدعیان محبت اہلبیت بھی بغض امیر معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں اور اس بیماری کا نتیجہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حضرات اہلبیت اطہار سے در پردہ متنفر ہیں چنانچہ ان میں سے بعض بارہ اماموں کے ماننے پر اور بعض صرف چھ کے ماننے پر اور بعض صرف تین اماموں کے معتقد ہونے پر مجبور ہیں ورنہ محبت اہلبیت کا تو تقاضا یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اہل بیت پر ایمان لایا جائے اور حضور کے سارے اہل قرابت پر جان و مال قربان کیا جائے اور حضور کی تمام ازواج پاک اولاد پاک پر دل سے فدا ہوں یہ فہرست بنانا کیا

معنی کہ ہم تو اہلبیت میں سے صرف بارہ کو یا چھ کو یا تین کو مانیں گے باقی کو نہیں۔ پتہ لگا کہ بغض معاویہ کی بیماری نے محبت اہلبیت کی جگہ دل میں چھوڑی ہی نہیں۔

ہم نے گزشتہ زمانہ میں شیعہ حضرات کو خود دیکھا تھا کہ ماتم میں حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ دونوں حضرات کا نام لیتے تھے۔ لیکن موجودہ ماتم میں امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام شریف اُڑا دیا گیا۔ فیض آباد کے ضلع میں صرف علی مولیٰ۔ حیدر مولیٰ کے نام پر ماتم ہوتا ہے اور پنجاب میں سینہ کوٹتے وقت یا حسین یا حسین کی صدا ہوتی ہے۔ آخر یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرما کران کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی تھی۔ بھلا کیسے ہو سکتا تھا کہ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ والے دل میں امام حسن کی محبت کی گنجائش رہ جاتی بغض معاویہ کا یہ انجام ہے۔

آیئے ہم آپ کو اس بیماری والی جماعت کی آپس کی گفتگو سنائیں سنیئے اور عبرت حاصل کیجئے چند حضرات آپس میں امیر معاویہ کے متعلق اس طرح گفتگو کر رہے ہیں۔

پہلا شخص: یار امیر معاویہ بڑے فاسق و ظالم تھے اہلبیت اطہار کے سخت دشمن تھے انہوں نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا اور ان کی وجہ سے ہزار ہا مسلمانوں کا خون بہا۔ مسلمان عورتیں بیوہ ہوئیں۔ مسلمان بچے یتیم ہوئے۔ حضرت علی کو ستایا اور جس نے علی کو ستایا اس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستایا اور جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستایا اس نے رب کو دکھ دیا۔ بھلا ایسا شخص کب سچا مسلمان ہو سکتا ہے غضب ہے کہ لوگ معاویہ کو بھی پرہیز گار مانتے ہیں۔

دوسرا شخص: یار بات کہنے کی نہیں چھوٹا منہ بڑی بات اہلبیت کو سب نے ہی جی بھر کر ستایا برسوں کے رضی اللہ عنہ نے ایسی حرکتیں کیں کہ توبہ بھلی۔ حضرت عائشہ صدیقہ۔ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر (عشرہ مبشرہ والے) اور جنگ جمل و حنین کے تمام وہ لوگ جو حضرت عائشہ یا معاویہ کے ساتھی تھے۔ سب ہی اہلبیت کی عداوت سے بھرپور تھے سب نے ہی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف نبرد آزمائی کی۔

تیسرا شخص: یار میرا دل تو کہتا ہے معاویہ جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر امام حسن کو بھی بیعت نہ کرنا چاہیئے تھی۔ امام حسن نے بڑی بزدلی دکھائی کہ معاویہ سے صرف صلح ہی نہ کی بلکہ ان کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح مرد میدان بن کر ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے تھا امام حسین رضی اللہ عنہ پر جان قربان کہ جان دے دی مگر ملعون یزید کی بیعت نہ کی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کو کم از کم اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی سبق لینا چاہیئے تھا کہ دین کی حمایت اور خلافت کی حفاظت میں کسی نقصان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے امیر معاویہ اور حضرت عائشہ کا ہمت سے مقابلہ کیا امام حسن نے کیوں ایسا نہ کیا۔

چوتھا شخص: یار امام حسن کے صلح کے وقت امام حسین کو کیا ہو گیا تھا۔ کہ وہ بھی خاموش رہے اور اپنے بھائی کو نہ سمجھایا نہ ان سے قطع تعلق کیا۔ یہاں ہی امیر معاویہ کی امارت کا قلع قمع کر دیا ہوتا تو کربلا والا واقعہ ہی پیش نہ آتا نہ معلوم امام حسین اس وقت کیوں خاموش رہے اور کربلا والی جرأت و ہمت امیر معاویہ کے مقابلہ میں کیوں نہ دکھائی۔ یار گومگو کا معاملہ ہے کیا کہیں کیا نہ کہیں۔

پانچواں شخص: یار بات دور پہنچتی ہے کہنے کی ہمت نہیں پڑتی ورنہ اگر غور کیا جائے تو بڑی غلطی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی ہوگئی کہ اتنا لڑ بھڑ کر پھر معاویہ سے صلح کر لی اور خلافت کے دو ٹکڑے ہو جانے پر راضی ہو گئے۔ تمام مصیبتوں کی جڑ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ صلح ہے بڑی غلطی اس صلح میں ہوئی ساری ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہے، وہ اللہ کے شیر تھے معاویہ کی امارت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہوتی تا کہ آئندہ یہ واقعات ہی رونما نہ ہوتے۔

چھٹا شخص: یار اگر سچ پوچھو تو ان تمام فتنوں کی جڑ حضرت عمر نے قائم کی کہ معاویہ کو اپنے زمانۂ خلافت میں شام کا گورنر مقرر کر گئے اگر یہ گورنری معاویہ کو نہ ملتی تو آئندہ ان کے دل میں خلیفہ بننے کا شوق نہ پیدا ہوتا۔ ان تمام فتنوں کی جڑ حضرت عمر کی قائم کی ہوئی ہے۔

ساتواں شخص: یار ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غیب کا علم دیا

ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاویہ جیسے دشمن اہلبیت کو اپنی بارگاہ میں باریاب کیوں ہونے دیا کہ انہیں اپنا کاتب وحی مقرر کیا۔ معاویہ کی بہن امّ حبیبہ سے نکاح کر کے معاویہ کو اپنا سالا بننے کا موقعہ دیا پھر ان کے فضائل بیان کر کے امیر معاویہ میں ہمت اور جرأت پیدا کی۔ ضرور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اس معاملہ میں لغزش واقع ہوئی۔ حضرت آدم کا گندم کھانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امیر معاویہ کو باریاب کرنا بڑی خرابیوں کا باعث ہوا۔(نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ)

آٹھواں شخص: یار میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی تعریف یوں کرتا ہے کہ " اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ " (فتح ۲۹) کہ وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان۔ مگر جب ان تمام جنگجو صحابہ کی تواریخ دیکھی جائے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے لڑ بھڑ کر ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ہیں یا تو قرآن کی یہ آیت درست نہیں کسی نے ملاوٹ کر دی ہے اور یا ان تمام جنگ جمل یا صفین والوں میں کوئی بھی صحابی نہیں ان کی لڑائیاں ہمارے اسلام پر ایک بدنما داغ ہے۔"

یہ ان لوگوں کی گفتگو ہے جو اپنے کو صحیح العقیدہ، راسخ الاعتقاد سچا اور پکا مسلمان سمجھ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متنفر ہیں۔ غور کرو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض کی بیماری کس طرح ایمان کا خاتمہ کر دیتی ہے کہ اگر اس میں زیادہ بحث کی جائے تو پھر نہ صحابہ طعن سے بچتے ہیں نہ اہل بیت۔ بلکہ پھر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت دل میں رہتی ہے نہ قرآن کریم کا وقار۔

فی زمانہ بہت سے سنی کہلانے والے بزرگ بغض معاویہ کی بیماری میں گرفتار ہیں اہلِ دل حضرات اس حالت پر خون کے آنسو روتے ہیں اس نازک حالت کو دیکھتے ہوئے مجھے میرے محترم بزرگ حضرت سید پیر محمد معصوم شاہ صاحب قادری ساکن سادہ چک ضلع

گجرات نے فرمائش کی کہ کوئی رسالہ ایسا تحریر کرو۔ جس میں اس بیماری کا مکمل علاج ہو جس سے مسلمانوں کے دل صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی محبت سے بھرپور ہو جائیں' اور لوگوں کے دلوں میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت و عظمت قائم ہو۔ اُن کی طرف دل مائل ہوں اور ان صحابی رسول کا وقار دلوں میں قائم ہو۔ میں نے ان کے اس جذبہ کی قدر کرتے ہوئے اس رسالہ کی طرف توجہ کی۔

خیال رہے کہ اس رسالہ میں ان سنی حضرات سے خطاب ہے جو کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بد دل ہیں' ان کی عظمت کے انکاری ہیں شیعہ حضرات سے اس مسئلہ پر گفتگو کرنا ایسے ہی بیکار ہے جیسے غیر مسلم سے نماز وضو کے مسائل پر مناظرہ کرنا اس سے تو پہلے حقانیت اسلام پر گفتگو کرنا چاہیئے۔ اسی طرح شیعہ حضرات سے پہلے اس پر گفتگو کی جائے کہ آیا قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے یا نہیں اگر ہے تو محفوظ ہے یا توریت وانجیل کی طرح اس میں بھی تحریف ہو چکی۔ نیز خلافت صدیقی و فاروقی برحق ہے یا نہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ تو بہت بعد کا ہے۔ ان سے پہلے تو حقانیت قرآن اور حقانیت خلفاءِ راشدین اور تمام اہل بیت کی حقانیت کا اقرار کرایا جائے۔

اس رسالہ کا وہی طریقہ ہوگا جو جاء الحق وسلطنت مصطفٰے وغیرہ کتب کا ہے۔ یعنی اس میں ایک مقدمہ ہوگا اور دو باب، مقدمہ میں صحابہ کرام اور اہلبیت کرام کی حقانیت اور ان کے فضائل بیان ہوں گے اور پہلے باب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مراتب' دوسرے باب میں ان پر اعتراضات اور ان کے جوابات مذکور ہوں گے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ نظر انصاف سے اس رسالہ کو بغور مطالعہ فرماویں۔ اور حق قبول کرنے میں تامل نہ کریں اور مجھ فقیر بے نوا کے لئے دعا کریں کہ رب تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی نصیب کرے اور ان کے تمام صحابہ کبار اہل بیت اطہار کی سچی محبت نصیب کرے اور

حضور کے ان جاں نثاروں کے غلاموں میں حشر نصیب فرمائے۔

جوکوئی اس رسالہ سے فائدہ اٹھائے وہ مجھے اپنی دعائے خیر میں یاد رکھے

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اٰمِیْن بِرَحْمَتِہٖ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن

احمد یار خان

خطیب جامع چوک پاکستان گجرات

۲۱ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ دوشنبہ مبارک

اس رسالہ کی تصنیف میں حسب ذیل کتب سے امداد لی گئی ہے: قرآن کریم۔ ترمذی شریف۔ بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ مرقاۃ۔ اشعۃ اللمعات۔ صواعق محرقہ۔ تطہیر الجنان وغیرہ۔ آخر میں ایک خاتمہ شامل کیا گیا ہے۔ جس میں چند ضروری ہدایات اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندی و حضور غوث الثقلین بغدادی رضی اللہ عنہما کے اقوال طیبہ و طاہرہ ہیں۔

مُقدّمہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبی وسرالی رشتہ دار بھی جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا اس لئے اس مقدمہ میں صحابی اور اہلِ بیت کے متعلق کچھ ضروری باتیں عرض کی جاتی ہیں پہلے انہیں غور سے مطالعہ کر لیا جائے پھر اصل کتاب ملاحظہ فرمائی جائے تا کہ پورا پورا فائدہ ہو۔

صحابی

۱۔ صحابی وہ خوش نصیب مومن ہیں جنہوں نے ایمان و ہوش کی حالت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک نظر دیکھا یا انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی پھر ان کو ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوا لہٰذا حضرت ابراہیم و طیب و طاہر فرزندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بچپن ہی میں وفات پا گئے صحابی نہیں کیونکہ انہوں نے شیر خوارگی میں حضور کو دیکھا جب کہ ہوش نہیں ہوتا۔ اور سیدنا عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی ہیں کیونکہ وہ بزرگ اگرچہ نابینا ہونے کی وجہ سے حضور کو دیکھ نہ سکے۔ مگر اس صحبت پاک میں تو حاضر ہوئے اور جو لوگ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مرتد ہو کر مرے جیسے مسلیمہ کذاب پر ایمان لے آنے والے۔ وہ صحابی نہیں کیونکہ صحابیت میں ایمان پر خاتمہ ہونے کی شرط ہے البتہ وہ لوگ جو مرتد ہو کر پھر ایمان لے آئے جیسے اشعث ابن قیس یا زمانہ صدیقی میں زکوٰۃ کے منکر جو

بعد میں تائب ہو گئے وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی ہیں۔ (از مرقاۃ واشعۃ اللمعات وغیرہ)

۲۔اسلام میں صحابیت سب سے بڑا درجہ ہے پیغمبر کے بعد صحابی ہی اعلیٰ رتبہ والے ہیں۔تمام دنیا کے اولیاء۔اقطاب۔ابدال۔غوث صحابی کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے اور کیوں نہ ہو کہ صحابی صحبت یافتہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔اس کے مکمل دلائل عنقریب بیان ہوں گے۔

یوں سمجھو کہ جہاد کرنیوالا غازی ہے قرآن پڑھنے والا قاری۔نماز پڑھنے والا نمازی' اسلامی فیصلے کرنے والا قاضی کعبہ کو دیکھ آنے والا حاجی مگر چہرہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنے والا مومن صحابی ہے۔حضور کے بعد مسلمانوں میں حاجی۔غازی۔نمازی۔قاضی سب ہو سکتے ہیں مگر صحابی کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے۔

۳۔کل صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں یعنی انبیاء کی تعداد کے برابر پھر جیسے انبیاء کرام مختلف درجے والے ہیں ایسے ہی صحابہ کرام مختلف مرتبہ والے' رب تعالیٰ انبیاء کرام کے بارے میں فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (بقرۃ ۲۵۲)

یہ پیغمبر بزرگی دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے رب نے کلام کیا اور بعضوں کو درجوں بلند کیا

ادھر صحابہ کرام کے متعلق ارشاد باری ہوتا ہے:

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (حدید ۱۰)

تم میں سے وہ لوگ جو فتح مکہ سے پہلے صدقہ وجہاد کر چکے برابر نہیں یہ بڑے درجہ والے ہیں ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد صدقات دیئے اور جہاد کئے اور اللہ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرما لیا

پھر جیسے سارے فرشتوں میں چار سردار اور سارے نبیوں میں چار پیغمبر بڑی ہی شان والے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السّلام، داؤد علیہ السّلام، عیسیٰ علیہ السّلام اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے ہی تمام صحابہ کرام میں چار صحابہ بہت ہی اعلیٰ شان والے۔ یعنی خلفائے راشدین ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین، پھر عشرہ مبشرہ، پھر عام اہل بدر، پھر عام اہل احد، پھر تمام بیعت الرضوان والے، پھر بیعت عقبہ والے پھر سابقین یعنی وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی پھر فتح مکہ کے دن یا اس کے بعد ایمان لانے والے (1) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

۴۔ خلفائے راشدین کے فضائل شمار سے باہر ہیں۔ ان لوگوں کے ناموں کو رب تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وہ قرب حاصل ہے کہ سبحان اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ کے حروف بارہ ہیں، اسی طرح محمد رسول اللہ۔ ابوبکر الصدیق۔ عمر ابن الخطاب۔ عثمان ابن عفان، علی ابن ابی طالب تمام میں بارہ بارہ حرف ہی ہیں۔ حضور نے فرمایا ''خیر القرون قرنی ''یعنی تمام زمانوں میں میرا زمانہ زیادہ بہتر ہے۔ قرنی ق میں صدیق اکبر کی۔ ر عمر کی۔ ن عثمان کی۔ ی علی کی طرف اشارہ ہے گویا ان بزرگوں کا زمانہ حضور ہی کا زمانہ ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف ۶۳ سال ہوئی اسی طرح ان تمام خلفاء اربعہ میں سے ہر ایک کی عمر شریف ۶۳ سال ہی ہوئی سوائے حضرت عثمان کے۔

۵۔ جیسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر نبی اور تمام دنیا سے اعلیٰ ہیں اس نبوت کی صفت میں تمام یکساں ہیں مگر بعض پیغمبروں کے کچھ خصوصی صفات قرآن یا حدیث میں بیان ہوئے بعض کے صرف نام آئے اور اکثر وہ ہیں جن کے نام سے بھی دنیا واقف نہیں مگر ایمان سارے نبیوں پر ہے۔ کسی کی توہین کرنا کفر ہے۔ اسی طرح تمام صحابہ وصف صحابیت میں برابر ہیں مگر پھر ان میں سے بعض بزرگوں کے خصوصی فضائل قرآن یا

---

(1) مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد ہفتم ص ۶۱۲ از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی علیہ الرحمۃ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ لاہور

حدیث میں وارد ہوئے اور کچھ بزرگوں کے صرف نام ہی معلوم ہو سکے اور اکثر کے نام شریف کی بھی خبر نہیں مگر صحابیت میں سب یکساں ہیں، سب کی تعظیم وتوقیر واجب ہے کسی صحابی کی گستاخی سخت محرومی کا باعث ہے۔ جس پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ وارد ہیں۔

۶۔ کوئی صحابی فاسق یا فاجر نہیں۔ سارے صحابہ متقی پرہیز گار ہیں، یعنی اولاً تو ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتے اور اگر سرزد ہو جائیں تو رب تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ مجھے پاک فرما دو۔ صحابیت اور فسق جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسے اندھیرا اور اجالا جمع نہیں ہو سکتے۔ جس طرح سارے نبی گناہ سے معصوم ویسے ہی سارے صحابہ فسق سے مامون ومحفوظ ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے ان سب کے عادل متقی پرہیز گار ہونے کی گواہی دی اور ان سے وعدہ فرمایا مغفرت وجنت کا رب فرماتا ہے:

(۱) وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (الفتح ۲۶)
اللہ نے پرہیز گاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا۔ اور وہ اس کے مستحق تھے۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (الحجرات ۳)
جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور میں پست رکھتے ہیں یہ ہی وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کیلئے پرکھ لیا۔

(۳) اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (نور ۲۶)
یہ ان الزاموں سے بری ہیں جو لوگ کہتے ہیں ان کیلئے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

(۴) وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (الحدید ۱۰)
اور سارے صحابہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا۔

(۵) اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحجرات ۱۵)
یہ صحابہ سب سچے ہیں۔

(۶) رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اللہ ان سے راضی یہ اللہ سے راضی ہیں
(البینہ ۸)

(۷) وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر و فسق اور
وَالْعِصْيَانَ (الحجرات ۷) گناہوں سے نفرت ڈال دی۔

یہ صفات فاسقوں کے نہیں ہو سکتے بہر حال سارے نبی معصوم اور سارے صحابہ فسق سے محفوظ ہیں بلکہ رب نے گناہوں سے ان کے دلوں میں ایسی گھن رکھی جیسے ہمارے دلوں میں گندگیوں پلیدیوں سے۔

۷۔ تاریخی واقعات ۹۵ فیصدی غلط اور بکواس ہیں تاریخ اپنے مصنف کی آئینہ دار ہوتی ہے ان میں روافض اور خوارج کی آمیزشیں بہت زیادہ ہیں جو تاریخی واقعہ کسی صحابہ کا فسق ثابت کرے وہ مردود ہے۔ کیونکہ قرآن انہیں عادل متقی فرما رہا ہے قرآن سچا ہے اور تاریخ جھوٹی مورخ یا محدث یا راوی کی غلطی مان لینا آسان ہے مگر صحابی کا فسق ماننا مشکل ہے کیونکہ اسے فاسق ماننے سے قرآن کی تکذیب لازم آئے گی

۸۔ صحابی کو فاسق ماننے سے نہ قرآن صحیح رہ سکتا ہے نہ کوئی حدیث قابلِ اعتماد غرضیکہ تمام دین درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ رب کریم قرآن کریم کے بارے میں فرماتا ہے

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى اس کتاب میں کوئی شک نہیں پرہیز
لِّلْمُتَّقِينَ (البقرة ۱، ۲) گاروں کے لیے ہدایت ہے

اور ظاہر ہے کہ قرآن جب ہی شک اور تردّد سے پاک و صاف مانا جا سکتا ہے جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام پر کسی قسم کا شبہ نہ ہو وہ امین ہوں کہ جیسا رب سے لیں ویسا ہی بغیر فرق کئے حضور تک پہنچا دیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سچے امین ہوں کہ جیسا حضرت جبریل سے قرآن لیں ویسا ہی صحابہ تک پہنچا دیں پھر سارے صحابہ بالکل عادل ثقہ متقی دیانت دار پرہیز گار ہوں کہ جیسا حضور سے قرآن لیں بلا فرق اور بلا کمی بیشی امت تک

پہنچا دیں تو قرآن کی حقانیت کے لئے جیسے حضرت جبریلؑ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امین، سچا، پاک باز، پرہیز گار ماننا ضروری ہے ایسے ہی صحابہ کو عادل۔ ثقہ۔ امین ماننا لازم ہے کیونکہ اگر یہ حضرات فاسق و فاجر ہوں تو پھر قرآن کا اعتبار نہ رہے گا۔ کیونکہ احتمال یہ ہوگا کہ شاید صحابہ نے اپنی طرف سے قرآن میں خلط ملط یا تبدیلی کردی ہو۔

مثلاً اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر فسق و فجور کا شبہ کیا جائے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی تھے لہٰذا شبہ ہوگا کہ نہ معلوم انہوں نے درست کتابت کی یا غلط، اسی طرح جس صحابی کو فاسق کہا جائے گا تو قرآن کی وہی آیت مشکوک ہو جائے گی جو ان صحابی سے حاصل ہوئی۔ غرضکہ صحابہ کرام کے مومن، صادق، امین، عادل، ثقہ ہونے پر قرآن کی حقانیت موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم پڑھا ہوا اتارا توریت و انجیل کی طرح کتابی شکل میں نہ بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی قرآن کو کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا۔ بلکہ آیات قرآنیہ کو صحابہ کرام کے پاس منتشر حالت میں چھوڑا۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کی مدد سے جمع فرمایا تاکہ سارے مسلمان حقانیت قرآن کے سلسلہ میں صحابہ کرام کو پرہیز گار متقی اور مومن ماننے پر مجبور ہوں۔

۹۔ یہ تو قرآن کا حال تھا۔ اب رہی حدیث تو ظاہر ہے کہ تمام احادیث کی حقانیت کا دارومدار صحابہ کرام کی حقانیت پر ہے کہ ہم نے جو احادیث سنیں وہ صحابہ کرام کے ذریعے سے سنیں۔ اگر یہ حضرات فاسق ہوں تو کوئی حدیث قابلِ اعتبار نہیں۔ کیونکہ فاسق کی بات کا اعتبار نہیں۔ اب کہیئے کہ صحابہ کو فاسق مان کر آپ کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔ اگر ریل کا پہلا ڈبہ جو انجن سے متصل ہو وہ ہی انجن سے کٹ کر گر جاوے تو پچھلے ڈبے کیسے سلامت رہ سکتے ہیں۔ صحابہ کرام تو اسلام کا اگلا ڈبہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بلا واسطہ وابستہ ہیں۔ اگر ان کا ایمان درست نہیں تو پھر قیامت تک کسی مسلمان کا ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

۱۰۔ صحابہ کرام کے سینہ آپس کے کینہ، بُغض و حسد سے بالکل پاک و صاف تھے کیونکہ قرآن کریم ان کے متعلق اس طرح صفائی بیان فرما رہا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح ۲۹) اور وہ رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم و کرم والے۔

جب رب تعالیٰ ان کے متعلق اعلان فرمارہا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ صحابہ کرام کی تمام جنگیں اللہ کے لئے تھیں نفس کے لئے نہ تھیں۔ ان میں سے بعض کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ بعض بالکل حق پر تھے مگر جن سے جو غلطی ہوئی وہ اجتہادی تھی جو شرعاً حرام نہیں اس کا کھلا ہوا ثبوت ان امور سے ملتا ہے:

(الف) امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جنگِ جمل میں شکست دی اور جب حضرت عائشہ کا اونٹ جس پر آپ سوار تھیں گرادیا گیا تو انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ نہایت احترام و عزت کے ساتھ والدہ محترمہ کا سا ادب فرماتے ہوئے مدینہ منورہ واپس پہنچادیا نہ ان کے مال پر قبضہ کیا نہ ان کے کسی سپاہی پر کوئی سختی فرمائی۔ جب خوارج نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ نے دشمن پر قبضہ پاکر اسے چھوڑ کیوں دیا تو آپ نے جواب دیا کہ عائشہ صدیقہ بحکم قرآن ہماری ماں ہیں رب فرماتا ہے

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب ٦) نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں

اور ماں قرآنی حکم سے بیٹے پر حرام ہے اور لونڈی مولیٰ پر حلال ہوئی ہے قرآن پاک میں ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (النساء ۲۳) تم پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں۔

اگر تم حضرت عائشہ کو ماں نہیں مانتے تو کافر اور اگر انہیں ماں جان کر ان کو لونڈی بنا کر رکھنا جائز مانتے ہو تو کافر (صواعق محرقہ) بتاؤ اگر یہ جنگ نفسانی ہوتی اور امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کے سینے میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کینہ ہوتا تو اس

وقت تلوار کے ایک ہی وار میں کام پار تھا' یہ تلوار کیوں نہ چلی کیسے چلتی حق پر جنگ تھی نفس پر نہ تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(ب) علی مرتضٰی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں عین جنگ کے زمانہ میں حضرت عقیل ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنی علی مرتضٰی کے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ گئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا بہت ادب واحترام کیا ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ اس دوران میں حضرت عقیل فرمادیا کرتے تھے کہ دین علی کی طرف ہے (صواعق محرقہ) کہیئے اگر نفسانی جنگ تھی تو یہ برتاؤ کیسے؟

(ج) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شاعر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں قصیدہ پڑھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے حد تعریف فرمائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر شعر پر جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ واقعی علی رضی اللہ عنہ ایسے ہی ہیں اور قصیدے کے ختم پر شاعر کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سات ہزار اشرفی انعام دیا۔ کسی نے پوچھا کہ اے امیر جب آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایسے معتقد ہیں تو پھر ان سے جنگ کیوں کر رہے ہیں جواب دیا الملک عقیم یعنی یہ مذہبی جنگ نہیں۔ ملکی معاملات کی جنگ ہے یعنی خون حضرت عثمان کی (کتاب الناہیہ)

(د) ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آج میں آپ کو ایسا نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو آج تک کسی نے کسی کو نہ دیا ہو۔ یہ کہہ کر چار لاکھ روپیہ نذر پیش کی جو امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی (کتاب الناہیہ) انشاء اللہ یہ پوری بحث آگے آئے گی۔ بہر حال قرآن شریف کی وہ آیت پڑھو اور یہ واقعات دیکھو تو یقین ہوگا کہ ان کی لڑائیاں نفسانی نہ تھیں اللہ کے لئے تھیں۔

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی　　شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ!　　جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ

لہٰذا جو تاریخ جو روایت یہ بتائے کہ ان حضرات کے دلوں میں ایک دوسرے کا حسد تھا یا ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے یا ان کے سینے کینے سے بھرے ہوئے تھے وہ تاریخ جھوٹی ہے وہ روایت غلط وہ راوی غلط گو ہے کیونکہ قرآن کے خلاف ہے' قرآن انہیں ایک دوسرے پر رحیم و کریم فرما رہا ہے۔ غرضیکہ قرآن سچا ہے اور ان کے مقابل تمام روایات تاریخی واقعات جو قرآن کو جھوٹا کریں وہ سب غلط ہیں۔

لطیفہ: ایک سنی اور شیعہ کا مناظرہ ہوا۔ سنی نے شیعہ سے سوال کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمہارے نزدیک اب عذاب میں ہیں یا راحت میں۔ شیعہ نے کہا عذاب میں سنی نے پوچھا کہ رب فرما رہا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ — اللہ انہیں عذاب نہ دے گا حالانکہ ان میں آپ ہیں (انفال ۳۳)

جب نبی کا موجود ہونا عذاب نہیں آنے دیتا تو وہ دونوں آغوش مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سو رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے ساتھ ہیں پھر عذاب کیسے آ گیا نیز یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس سبز گنبد میں جہاں ستر ہزار فرشتے ہر وقت صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں دوزخ کی آگ پہنچے۔ اگر صدیق و فاروق پر (پناہ بخدا) عذاب قبر ہو رہا ہے تو لازم آئے گا کہ حضور کا گنبد خضرا شریف معاذ اللہ آگ سے بھرا ہوا ہو اس پر شیعہ کو خاموش ہونا پڑا۔

۱۱۔ نہایت ضروری اور اشد لازم یہ ہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی جنگوں کے متعلق ہم کچھ رائے زنی نہ کریں۔ نہ ان میں سے کسی کو برا سمجھیں۔ سب کو سچا پکا پرہیز گار یقین کریں اگر ضرورتاً اس کے متعلق گفتگو کرنا پڑ جائے تو خیال رکھو کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں خلیفہ برحق تھے ان کے مقابل آنے والے تمام صحابہ کرام غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے اور آپ کے مقابل بغاوت کر بیٹھے جن میں سے بعض حضرات اپنی غلطی پر مطلع ہو کر بعد میں تائب ہو گئے جیسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اس سرکار کے ساتھی اور بعض

حضرات آخر تک اپنی غلطی سے مطلع نہ ہو سکے۔ جیسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مگر ان کی جنگ غلط فہمی کی جنگ تھی۔

باغی و خارجی

باغی وہ مسلمانوں کی جماعت ہے جو خلیفہ برحق کے مقابل آجائے کسی غلط فہمی کی بنا پر نہ کہ نفسانی وجہ سے۔ خارجی وہ لوگ ہیں جو خلیفۃ المسلمین کی اطاعت سے فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے نکل جائیں۔ ان دونوں کے احکام جداگانہ ہیں باغیوں کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىهُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا

(حجرات ۹)

اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں پس اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو بغاوت کرنے والوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آویں۔ پھر اگر لوٹ آویں تو ان کی صلح کرا دو۔

غرضیکہ باغی کو فاسق فاجر وغیرہ نہیں کہہ سکتے انہیں قرآن کریم نے مومن فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ میرا بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور ایسا ہی ہوا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرما کر ہزار ہا مسلمانوں کا خون بچا لیا۔

خارجی بے دین فاسق فتنہ انگیز شر پسند ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کرنے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یَمۡرُقُوۡنَ مِنَ الدِّیۡنِ كَمَا یَمۡرُقُ السَّهۡمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ

دین سے ایسے نکل جاویں گے جیسے تیر شکار سے

غرضکہ باغی اور خارجی میں زمین و آسمان کا فرق ہے' یہ فرق ضرور خیال میں رہنا چاہیئے۔ نہروانی لوگ خوارج تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اوران کے ساتھیوں سے غلط فہمی کی بنا پر بغاوت واقع ہوئی۔

پھر جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین برحق ہوئے یہ ہی مذہب اہلِ سنت ہے۔

بہر حال جب بھی کسی صحابی کا ذکر ہو تو خیر سے ہو ان کی عظمت و احترام کا خیال رہے نیز اب چونکہ ہماری اردو اصطلاح میں لفظ باغی بے ادبی کا لفظ مانا جاتا ہے اس لئے اب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کی جماعت یا کسی صحابی پر یہ لفظ نہ بولا جائے کیونکہ ہماری اصطلاح میں باغی غدار اور ملک و قوم کے دشمن کو کہا جاتا ہے اصطلاح بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے۔

فضائل صحابہ کی آیات واحادیث

فضائل صحابہ کرام میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں یہ آیات واحادیث دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی خاص صحابی کے حق میں وارد ہوئیں' جیسے کہ خلافت صدیقی کے بارے میں آیات صدیق اکبر کے فضائل میں بارہ آیات۔ فضائل عمر فاروق میں ۴ آیات۔ حضرت علی مرتضیٰ و حسنین کریمین و فاطمہ زہرا اور حضرت فضہ کے فضائل میں سورہ دہر کی پندرہ آیات۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج پاک کے فضائل میں سورہ احزاب کی آیات۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و عصمت و عفت میں سورہ نور کی ۱۹ آیات وغیرہ اگر ہم کو اس رسالہ کی طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ تمام آیات تفصیل وار مع تفسیر کے لکھتے' اب جس کو شوق ہو وہ ہماری فہرست القرآن کا مطالعہ کرے۔

دوسری قسم کی وہ آیات واحادیث جو عام صحابہ کرام کے فضائل میں وارد ہیں وہ بھی بہت ہیں ہم بطور اختصار کچھ آیات پیش کرتے ہیں' ناظرین اپنے رب کا فرمان دیکھیں اور غور کریں کہ رب کریم نے کس شان سے صحابہ کرام کے تقویٰ۔ طہارت۔ ایمان۔ دیانت۔

صدق۔امانت۔عدالت وغیرہ کا اعلان فرمایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (حدید ۱۰۲)

تم میں وہ برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خیرات کی، جہاد کیا یہ بڑے درجہ والے ہیں ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خیرات اور جہاد کیا اور اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

(۲) وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ .... الخ (فتح ۲۹)

اور جو رسول اللہ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں ایک دوسرے پر مہربان تم انہیں رکوع سجود کرنیوالا دیکھو گے

(۳) كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ (فتح ۲۹)

جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے عبادات ان کے رکوع سجدے ان کا آپس میں رحیم وکریم ہونا وغیرہ کا اعلان فرمایا ساتھ ہی ان بدبختوں پر کفر کا فتویٰ دیا جو کسی صحابی سے جلے یا نفرت کرے قرآن نے صراحتاً کفر کا فتویٰ صحابی کے دشمن پر ہی دیا ہے اس سے عبرت پکڑنا چاہیئے۔

(۴) لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (حشر ۸)

صدقات ان فقیر مہاجرین کے لئے ہیں جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور رضامندی تلاش کرتے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں یہ لوگ سچے ہیں

اس آیت میں رب نے سارے صحابہ مہاجرین کو اعمال و ایمان کا سچا فرمایا۔

(۵) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(حشر ۹)

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ) اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کو سخت محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کی لالچ سے بچایا گیا تو وہ ہی کامیاب ہیں

اس آیت میں رب نے سارے انصار کے ایمان سخاوت مہمان نوازی اور ان کی کامیابی کی گواہی دی۔

(۶) وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

(حشر ۱۰)

اور جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے گزرے ایمان کے ساتھ اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ ڈال۔ اے رب ہمارے تو رؤف و رحیم ہے۔

اس آیت میں رب نے بعد میں قیامت تک کے مسلمانوں کی پہچان یہ بتائی کہ وہ تمام صحابہ کے دعا گو ہیں اور ان کے سینے صحابہ کے کینوں سے صاف ہیں یعنی مسلمانوں کی کل تین جماعتیں ہوئیں۔ صحابہ مہاجرین۔ صحابہ انصار اور ان سب کے دعا گو خیر خواہ سچے غلام۔ اب بتاؤ کسی صحابی سے بغض رکھنے والا کس زمرہ میں ہے صحابہ سے بغض رکھنے والا

مسلمانوں کی تینوں جماعتوں سے خارج ہے۔

(۷) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ (الانفال ۷۱)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت و جہاد کئے اور جنہوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہ سب سچے مومن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

اس آیت میں رب نے سارے صحابہ مہاجرین انصار کا نام لے کر ان کے سچے مومن ہونے اور ان کے مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کا اعلان فرمایا۔

(۸) اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (الحجرات ۳)

بیشک وہ جو رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہ وہ ہیں جنکے دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اس آیت میں رب نے تمام حاضرین بارگاہِ نبوی یعنی صحابہ کرام کے متقی ہونے اور ان کی مغفرت اور بڑے ثواب کا اعلان فرمایا۔

(۹) وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (فتح ۲۶)

اور رب نے پرہیز گاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اس کے اہل تھے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کے لئے تقویٰ و طہارت ایسی لازم ہے جیسے سورج کے لئے روشنی اور آگ کے لئے گرمی' جیسے آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکتی' سورج کالا نہیں ہو سکتا۔

ایسے ہی کوئی صحابی فاسق یا غیر عادل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (توبہ ۱۰۰)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں وہ باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں تمام صحابہ کے متعلق تین چیزوں کا اعلان ہوا۔ اللہ ان سے راضی ہو چکا۔ وہ اللہ سے راضی ہو چکے۔ جنت اور وہاں کی نعمتیں ان کے لیے نامزد ہو چکیں۔

(۱۱) فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ (بقرہ ۱۳۷)

پھر اگر وہ بھی ایسا ہی ایمان لائیں جیسا کہ اے صحابہ تم لائے تو وہ ہدایت پالیں گے۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ وہ ہی ایمان کا مدعی ہدایت پر ہے جو صحابہ کی طرح ایمان رکھتا ہو یعنی صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں۔

(۱۲) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ (البقرہ ۱۳)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایسا ایمان لاؤ جیسا ایمان یہ لوگ (صحابہ کرام) لائے تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا احمق لوگ ایمان لائے۔

اس آیت میں یہی فرمایا کہ جس کا ایمان صحابہ کی طرح نہ ہو وہ منافق اور نرا احمق ہے۔

غور کرو کہ ان آیات کی گواہی ہوتے ہوئے کوئی صحابی فاسق فاجر ہو سکتا ہے۔ معاذ اللہ!

احادیث

فضائل صحابہ میں بہت زیادہ احادیث وارد ہیں ان میں سے کچھ بطور اختصار عرض کی جاتی ہیں۔

(۱) مسلم و بخاری نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔ تمہارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا ان کے سوا سیر جو کے صدقے کے برابر نہیں ہو سکتا نہ اس کے آدھے کے۔

(۲) مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تارے آسمان کے لئے امن ہیں اور میں صحابہ کے لئے امن ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امن ہیں۔ انتہیٰ ملخصاً

(۳) ترمذی شریف میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس مسلمان کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے مجھے دیکھا۔

(۴) مسلم بخاری نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے بہتر میرے زمانہ والے پھر ان کے بعد کے لوگ پھر ان کے بعد کے لوگ ہیں یعنی اولاً صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین۔

(۵) ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن مفضل سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں اپنے طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(۶) رزین نے حضرت عمر ابن خطاب سے روایت فرمایا کہ حضور فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

(۷) ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جب تم انہیں دیکھو جو میرے صحابی کو بُرا کہتے ہیں تو کہہ دو تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار ہو۔

(۸) دیلمی نے حضرت انس سے روایت کی کہ جب اللہ کسی کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں میرے تمام صحابہ کی محبت پیدا فرما دیتا ہے۔

(۹) خطیب اور دار قطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لوگ بڑھیں گے اور صحابہ گھٹیں گے لہٰذا میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔

(۱۰) طبرانی۔ حاکم نے عویمر ابن ساعدہ سے روایت کیا کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ نے مجھے پسند فرمایا اور میری صحبت کے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا۔ ان ہی صحابہ میں سے میرے انصار مددگار وزراء چنے جو انہیں برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرائض و نوافل کو بھی قبول نہ فرمائے گا۔ اسے خطیب۔ عقیلی اور امام بغوی۔ ابو نعیم ابن عساکر نے کچھ فرق سے روایت فرمایا۔

(۱۱) دار قطنی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ہم اہلبیت کی محبت کا دعویٰ کرے گی، مگر ایسی نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ ابو بکر و عمر کو برا کہیں گے' یہ روایت حضرت فاطمہ زہرا۔ ام سلمہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی کچھ فرق کے ساتھ مختلف طریقوں سے مروی ہے۔

(۱۲) طبرانی اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ایسے ہیں جیسے کھانے میں نمک کہ کھانا بغیر نمک کے ٹھیک نہیں ہوتا (کسی کا ایمان بغیر میرے صحابہ کے ٹھیک نہیں ہو سکتا)۔

اہلبیت اطہار

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے نبیوں کے سردار ہیں ویسے ہی حضور کی اہلبیت اطہار تمام اہلبیت کے سردار ہیں۔ حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ کے سردار حضور کے والدین ماجدین تمام نبیوں کے غیر نبی ماں باپ کے سردار حضور کا شہر مبارک تمام نبیوں کے شہروں سے افضل حضور کا زمانہ شریف تمام نبیوں کے زمانہ سے افضل غرضکہ سرداری ان کے قدم

شریف سے وابستہ ہے۔ جس چیز یا جس شخص کو اس ذات کریم سے نسبت ہو گئی سرداری اس کے دامن سے وابستہ ہو گئی۔ اہلبیت اطہار کے فضائل میں بہت آیات اور بہت احادیث وارد ہیں جو ہم نے فہرست القرآن میں جمع کی ہیں۔

اوّلاً یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضور کے اہل بیت کون ہیں۔ لفظ اہل کے لغوی معنی ہیں والا اسی لئے کہا جاتا ہے اہل علم۔ اہل دولت۔ اہل ملک وغیرہ۔ یعنی علم والا۔ دولت والا۔ ملک والا۔ لہٰذا اہلِ بیت کے معنی ہوئے گھر والے۔ اسی اہل سے آل بنا یہ بھی اہل کے معنی میں ہی ہے۔ مگر اہل کی نسبت انسان، گھر۔ علم۔ دولت سب کی طرف ہو جاتی ہے مگر آل کی نسبت صرف دنیاوی یا دینی عزت و وجاہت والے انسان کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اصطلاح میں آل بیوی بچوں کو بھی کہا جاتا ہے اور خاص خدام کو بھی، قرآن کریم نے حضرت عمران کی بیوی بچوں کو آل عمران فرمایا بلکہ ایک سورت کا نام آل عمران رکھا گیا جس میں عمران کی بیوی حنہ اور عمران کی بیٹی حضرت مریم کا ذکر ہے اور فرعون کی پولیس و خدام کو قرآن نے آل فرعون فرمایا۔ فرماتا ہے۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ — اور جب ہم نے تم کو فرعون کی آل سے نجات دی۔ (بقرۃ ۴۹)

فرعون لاولد تھا لہٰذا یہاں آل فرعون سے مراد اس کے خدام ہی ہیں۔ اصطلاح میں اہلبیت گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔ اہلبیت نبی کے معنٰی ہیں۔ نبی کے گھر والے، پھر گھر والا ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کے گھر ہی میں پیدا ہوں اور گھر ہی میں رہیں، جیسے حضور کے چاروں فرزندار جمند طیب۔ طاہر۔ قاسم۔ ابراہیم۔ دوسرے یہ کہ نبی کے گھر میں پیدا ہوں مگر پھر بعد میں دوسرے گھر میں رہیں جیسے حضور کی چاروں صاحبزادیاں زینب۔ کلثوم۔ رقیہ۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم کہ حضور کے گھر میں پیدا تو ہوئیں مگر نکاح کے بعد اپنے سسرال میں رہیں۔ حضرت زینب ابوالعاص کے گھر رقیہ و کلثوم عثمان ابن عفان

کے گھر۔ فاطمہ الزہرا علی مرتضیٰ کے گھر رضی اللہ عنہم ۔ان دونوں کو اہلبیت ولادت کہا جاتا ہے۔ تیسرے وہ جو پیدا اور جگہ ہوں مگر بعد میں حضور کے گھر میں رہیں جیسے حضور کی ازواج مطہرات کہ ان کی ولادت اپنے والدین کے گھر ہوئی مگر حضور کے نکاح میں آکر حضور کے گھر میں رہیں انہیں اہلبیت سکونت کہتے ہیں۔ یہ تینوں قسم کے حضرات اہل بیت رسول ہیں۔ ہماری اردو محاورہ میں بھی تمام بیوی بچوں کو اہل خانہ یا عیال واطفال یا گھر والے کہا جاتا ہے۔

لہٰذا حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد۔ صاجزادے، صاجزادیاں اور تمام ازواج حضور کے اہلبیت ہیں (تفسیر کبیر۔ مرقاۃ۔ اشعۃ اللمعات وغیرہ)

ازوج مطہرات کا اہل بیت نبوت ہونے پر قرآن کی بہت سی آیات ناطق ہیں اور بہت احادیث صیحہ وارد ہیں۔ لہٰذا ازواج پاک کے اہلبیت ہونے کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ (آل عمران ۱۲۱)

اور یاد کرو اے حبیب جب آپ صبح کو اپنے دولت خانہ سے چلے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے رب نے اسے "اَهْلِكَ" فرمایا معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اہل بیت نبی ہیں۔

(۲) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب ۳۳)

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو تم کو ہر ناپاکی سے دور رکھے اور تمہیں خوب پاک وستھرا کرے

اس سارے رکوع میں ازواج پاک سے خطاب ہو رہا ہے اس آیت سے آگے بھی انہیں

سے خطاب ہے اوراس کے پہلے بھی اگر اس آیت میں صرف حضرت فاطمہ وحسنین کریمین ہی شامل ہوں ازواج خارج ہوں تو کلام ربانی میں ایسے بے ترتیبی ہو جائے گی جس کا حل ناممکن ہوگا۔

(۳) فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا (القصص ۸)
تو انہیں اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اوران پر غم ہو۔

نہر سے حضرت آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نکالا تھا آپ فرعون کی بیوی تھیں رب نے انہیں آل فرعون کہا۔ معلوم ہوا کہ قرآنی اصطلاح میں بیوی بھی آل ہے

(۴) فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (طٰہٰ ۱۰)
پس موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے

یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی صفورا سے فرمایا۔ جنہیں رب نے موسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا۔ معلوم ہوا کہ بیوی اہلبیت میں داخل ہے۔

(۵) فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ (الانبیاء ۷۶)
پس ہم نے اُنہیں اوراُن کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔

اس آیت میں نوح علیہ السلام کے سب مومن بیوی بچوں کو ان کی اہل فرمایا۔

(۶) قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ھود ۷۳۔۷۲)
بولیں ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بوڑھے بیشک یہ اچنبے کی بات ہے فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو اللہ کی رحمت اوراس کی برکتیں تم پر اے گھر والو بیشک وہ ہی خوبیوں والا اور عزت والا ہے۔

اس آیت میں فرشتوں نے حضرت سارہ کو جو ابراہیم علیہ السّلام کی زوجہ ہیں۔ اہلبیت فرمایا معلوم ہوا کہ ابراہم علیہ السلام کی بیوی ان کی اہل بیت ہیں۔

یہ آیات بطور نمونہ پیش کی گئیں ورنہ قرآن میں بے شمار آیات ہیں جن میں بیوی کو آل یا اہلبیت فرمایا گیا۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَلِمۡتُ عَلٰی اَهۡلِیۡ اِلَّا خَیۡرًا میں اپنے گھر والوں پر بھلائی ہی جانتا ہوں۔ (بخاری)

کوئی آیت یا کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس میں فرمایا گیا ہو کہ صرف اولاد اہلبیت ہیں بیویاں اہلبیت نہیں۔ یہ صرف خیال ہی خیال ہے۔ حدیث کساء جس سے دھوکہ ہوتا ہے اس کی تحقیق دوسرے باب میں ہوگی انشاء اللہ۔ ہاں یہ ظاہر ہے کہ تمام ازواج پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بڑی شان والی ہیں کہ جب ازواج بولا جائے تو فوراً انہیں کی طرف ذہن دوڑتا ہے اور اولاد شریف میں حضرت فاطمہ زہرا اور حضرات حسنین سب سے اعلیٰ شان والے ہیں کہ جب اہل بیت بولا جاوے تو یہ ہی حضرات سمجھ میں آتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دو بیویوں کے سوا اور کوئی حضور کی زوجہ ہی نہ ہو یا ان حضرات کے سوا حضور کی اور کوئی اولاد یا اہلبیت ہی نہ ہو۔

اہلبیت کے فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذروں کی طرح بیشمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جب حضرت جابر کے دستر خوان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پونچھ لیں تو وہ دستر خوان آگ میں نہ جلے تو وہ حضرات فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حسین کریمین طاہرین جن کا خمیر خون خیر الرسل سے ہے ان کا کیا پوچھنا اور وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے سینہ شریف پر حضور کا وصال ہو اور جن کے حجرے میں حضور قیامت تک کے لئے آرام فرما ہوں ان کا کیا کہنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت تو دیکھو کہ ادھر پنجتن پاک میں شامل ادھر چار یار میں داخل ایک ہاتھ اہل کسا میں ہے تو دوسرا ہاتھ خلفاء راشدین میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نسل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ولایت تقسیم ہوتی ہے۔ علی ہی مشکلکشا ہیں۔

اہل بیت کرام کے فضائل میں دو قسم کی آیات و احادیث وارد ہوئیں ایک وہ جو کسی خاص ہستی کے لئے آئیں دوسری وہ جو عام اہل بیت کے لئے وارد ہوئیں، ہم اختصار کے ساتھ دونوں قسم کی کچھ آیات و احادیث پیش کرتے ہیں سنو اور ایمان تازہ کرو۔

(۱) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب ۳۳)

اللہ ہی چاہتا ہے کہ تم کو گندگی سے دور رکھے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں خوب پاک ستھرا رکھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے اہلبیت کو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے پاک رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہرا کے جسم اطہر کو سونگھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مبسوط سرخسی) اسی لیے آپ کو زہرا کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی اور اسی آیت سے لفظ پنجتن پاک لیا گیا ہے کہ کساء کی حدیث سے پنجتن لیا گیا۔ کیونکہ کمبل شریف میں پانچ تن ہی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فاطمہ زہرا۔ علی مرتضیٰ۔ حسن۔ حسین رضی اللہ عنہم اور پاک

اس آیت سے لیا گیا۔

(۲) قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (شوریٰ ۲۳) اے محبوب فرما دو کہ میں تم سے نبوت پر اجرت نہیں مانگتا سوا قرابت کی محبت کے

معلوم ہوا کہ جس نے اہل بیت سے محبت نہ کی اس نے نبی کا حق ہی ادا نہ کیا۔ رب تعالیٰ نصیب فرماوے۔

(۳) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران ۱۰۳) اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور الگ الگ نہ ہو۔

سواعق محرقہ شریف میں فرمایا کہ حبل اللہ حضور کے اہل بیت کرام ہیں ان کا دامن مضبوطی سے پکڑنا نجات کا ذریعہ ہے اور بھی اس کی تفسیر میں بہت سے قول ہیں۔

(۴) فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (آل عمران ۶۱) پس فرما دو کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں۔

اس آیت میں علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا حضرات حسنین کریمین کی ایسی چمکتی ہوئی منقبت ہے کہ جس سے ایمان چمک جاتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ کو حضور نے اپنا نفس بتایا حسنین کریمین کو اپنا بیٹا۔ فاطمہ زہرا کو نساء میں شامل فرمایا سرکار ان ہی چار کو لے کر نجران والوں کے مقابلہ میں مباہلے کے لئے تشریف لے گئے۔

(۵ تا ۲۱) يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (دہر ۷) یہ حضرات نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلنے والی ہے۔

یہ پندرہ آیات حضرت علیؓ ۔ فاطمہ زہرا۔ حسنین کریمین ۔ فضہ رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اتریں جبکہ ان بزرگوں نے حسنین کریمین کی بیماری کے موقعہ پر تین روزوں کی منت مانی اور شفا ہونے پر روزے رکھے بوقت افطار ایک ایک روٹی کے حساب کھانا پکایا مگر افطار کے وقت ایک دن مسکین دوسرے دن یتیم تیسرے دن قیدی بھوکا آ گیا ان بزرگوں نے روٹیاں اسے دے دیں اور خود بھوکے سو گئے۔ اس پر یہ آیات اتریں جن میں ان بزرگوں کی ایسی شان بیان کی گئی کہ سبحان اللہ (خازن ۔ روح البیان ۔ خزائن العرفان وغیرہ)

(۲۲) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ — اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔ حالانکہ آپ ان میں ہیں۔ (انفال ۳۳)

احادیث شریفہ

اہل بیت اطہار کے فضائل میں بہت کثرت سے احادیث آئی ہیں کچھ پیش کی جاتی ہیں:۔

۱۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے رب سے عہد لے لیا ہے کہ اپنی امت میں سے جس سے میں نکاح کروں یا جس کے ساتھ اپنی اولاد کا نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو (طبرانی ۔ حاکم عن ابی ہریرہ)۔

۲۔ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ میں نے رب سے عہد لے لیا۔ کہ میرا اہل بیت کوئی بھی دوزخ میں نہ جاوے (ابو القاسم عن عمران ابن حصین)

۳۔ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جس نے میرے اہلبیت سے کوئی سلوک کیا اس کا بدلہ قیامت میں اسے میں دوں گا۔ (ابن عساکر عن علی المرتضیٰ)

۴۔ میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا جو الگ رہا ڈوب گیا۔ (حاکم عن ابی ذر)

۵۔ اس پر خدا کا غضب ہو جو میرے اہل بیت کو ستا کر مجھے دکھ پہنچائے۔ (دیلمی عن ابی سعید)

۶۔ جو میرے اہلبیت سے جنگ کرے میں اس کے مقابل ہوں اور جوان سے صلح کرے میں اس سے صلح میں ہوں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ حاکم)

۷۔ جو مجھ سے اور حسن و حسین سے اور ان کی ماں ان کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی۔ احمد عن علی المرتضیٰ)

۸۔ اولاد عبدالمطلب جنتیوں کے سردار ہیں۔ میں۔ حمزہ۔ علی۔ جعفر حسن۔ حسین۔ مہدی۔ (ابن ماجہ۔ حاکم عن انس)

۹۔ قیامت میں سارے نسب اور سسرالی رشتہ ٹوٹ جاویں گے۔ سوائے میرے نسب اور میرے سسرالی رشتہ کے۔ (احمد۔ حاکم عن مسور ابن مخرمہ)

۱۰۔ اللہ نے فاطمہ اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرمادیا (بزار۔ ابو یعلیٰ۔ طبرانی عن ابن مسعود)۔

۱۱۔ فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قیامت میں اعلان ہوگا کہ اے اہل محشر سر جھکالو آنکھیں بند کر لو۔ صراط پر فاطمہ بنت محمد گزرنے والی ہیں۔ پھر فاطمہ زہرا ستر ہزار حوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گی۔ (اخرجہ ابو بکر فی الغیابات عن ابی ایوب) (صواعق)

۱۲۔ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کریں گے پھر اقرب فالاقرب کی الخ (طبرانی عن ابن عمر)

اور بھی بے شمار احادیث ہیں مگر استدلال کے لئے اتنی ہی کافی ہیں' اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کے تمام اہلبیت اطہار کبار کی سچی غلامی نصیب کرے۔

پہلا باب

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب

آپ کا نام معاویہ کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ آپ والد کی طرف سے اور ماں کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مل جاتے ہیں۔

والد کی طرف سے نسب یہ ہے۔ معاویہ (ابوعبدالرحمٰن) ابن صخر (ابوسفیان) ابن حرب ابن اُمیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف۔

ماں کی طرف سے سلسلہ یہ ہے معاویہ ابن ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف۔

عبد مناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چوتھے دادا ہیں کیونکہ حضور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عبد مناف میں حضور سے مل جاتے ہیں لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نسبی لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں۔

سُسرالی رشتہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقیقی سالے ہیں کیونکہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں اس لیئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سُسرالی رشتہ دار بھی ہیں۔ لہٰذا ان کا حضور سے دوہرا رشتہ ہوا۔ نسبی اور سسرالی مثنوی شریف میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تمام مومنوں کا ماموں فرمایا اس کے یہ ہی معنی ہیں۔

امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی صریح روایت دیکھنے میں نہیں آئی مگر حساب سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کی پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور نبوت سے آٹھ سال پہلے مکہ میں ہوئی۔ کیونکہ آپ کی وفات ۶۰ ھ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی اور حضور کی ہجرت نبوت کے تیرہ سال بعد ہوئی اور ۱۰ ھ میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف ہے اس حساب سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش نبوت کے ظہور سے ۸ سال پہلے ہونی چاہیئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام

صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن ۷ ھ میں اسلام لائے مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے، پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے کہا۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ در پردہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا۔ حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرما دیا تھا کہ کوئی مسلمان عباس رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔

امیر معاویہ کے حدیبیہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد نے امام باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت فرمائی کہ امام باقر سے عبد اللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال کاٹے یعنی مروہ پہاڑ کے پاس نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جو بخاری شریف نے بروایت طاؤس، عبد اللہ ابن عباسؓ سے

روایت فرمائی کہ حضور کی یہ حجامت کرنے والے امیر معاویہ ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حجامت عمرہ قضا میں واقع ہوئی جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۸ھ میں ہوا کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قران کیا تھا اور قارن مروہ پر حجامت نہیں کراتے بلکہ منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو کراتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حج وداع میں بال نہ کٹوائے تھے بلکہ سر منڈایا تھا۔ ابوطلحہ نے حجامت کی تھی تو لامحالہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ حضور کے سر شریف کے بال تراشنا عمرہ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔

اور عذر و مجبوری اور ناواقفیت کی حالت میں ایمان ظاہر نہ کرنا جرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قریباً چھ برس اپنا ایمان ظاہر نہ کیا مجبوری کی وجہ سے نیز اس وقت ان کو یہ نہ معلوم تھا کہ اسلام کا اعلان ضروری ہے لہٰذا اس ایمان کے مخفی رکھنے میں نہ امیر معاویہ پر اعتراض ہوسکتا ہے نہ حضرت عباس پر رضی اللہ عنہم اجمعین ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ فتح مکہ کے مومنین میں سے ہیں نہ مؤلفۃ القلوب میں سے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح ہونے پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو (۱۰۰) سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمائے اگر آپ مؤلفۃ القلوب میں سے نہ تھے تو یہ سرکاری عطیہ انہیں کیوں دیا گیا اور جب آپ مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں تو آپ فتح مکہ کے مومنوں میں سے ہوئے نہ کہ پہلے اسلام والوں میں سے۔

جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ عطا شاہی عطیہ تھا نہ کہ تالیف قلوب کی بنا پر جیسے کہ حضور نے بحرین کے مال آنے پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا روپیہ عطا فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اٹھا بھی نہ سکے اس عطیہ خسروانہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مؤلفۃ القلوب میں داخل ہوں۔ غرضکہ عطایا نبویہ اور ہیں اور تالیف قلب کچھ

اور چیز۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ عطیہ پہلی قسم سے ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ عطیہ حضرت ابوسفیان کی زیادتی تالیف قلب کا باعث بن گیا ہو جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اعلان فرما دیا تھا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اسے امان ہے گویا ابوسفیان کا گھر دارالامان بنا دیا۔ کیوں صرف ابوسفیان کے تالیف قلب کے لئے (از تطہیر الجنان)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم کیسے بنے؟

آپ کے دمشق کا حاکم بننے کا واقعہ یہ ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر لشکر کشی کی تو شام کا حاکم امیر معاویہ کے بھائی یزید ابن ابی سفیان کو مقرر فرمایا۔ اتفاقاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے ساتھ شام گئے جب یزید ابن ابی سفیان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے امیر معاویہ کو اپنی جگہ حاکم مقرر کر دیا۔ یہ تقرر عہد فاروقی میں ہوا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس تقرر کو جائز رکھا۔ چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت فاروقی میں اور پورے عہد عثمان میں اس گورنری کے عہدے پر بیس سال تک فائز رہے پھر عہد علی مرتضٰی میں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے خون عثمان کے بدلہ کا مطالبہ کیا اور عرض کیا کہ سب سے پہلے ان کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کر دی اور شام کے مستقل امیر بن گئے پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ خلافت فرما کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمالی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تمام مملکت اسلامیہ کے امیر ہو گئے غرضیکہ آپ عہد فاروقی و عثمانی میں بیس سال تک حاکم رہے اور بعد میں بیس سال تک امیر کل چالیس سال حکومت کی اس کا کچھ ذکر دوسرے باب میں آئے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۴ رجب ۶۰ھ میں مقام دمشق میں لقوہ کی بیماری سے

ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی بعض مؤرخین نے ۸۰ بعض نے ۸۸ بعض نے ۸۲ برس لکھی ہے مگر قول اول زیادہ قوی ہے اکمال فی اسماء الرجال مصنفہ صاحب مشکوٰۃ میں جو آپ کی عمر ۴۸ سال لکھی ہے وہ کاتب کی غلطی ہے۔ کہ کاتب بجائے ثمان وسبعون کے ثمان وار بعون لکھ گیا ہے یا اس سے حکومت کی مدت مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مرض وفات میں بار بار کہتے تھے کہ کاش میں قریش کا معمولی انسان ہوتا جو ذی طوی گاؤں میں رہتا اور ان جھگڑوں میں نہ پڑتا جن میں پڑ گیا اور بوقت وفات وصیت فرمائی کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ناخن شریف ہیں وہ بعد غسل کفن کے اندر میری آنکھوں میں رکھ دیئے جائیں اور کچھ بال مبارک اور حضور کا تہبند حضور کی چادر اور قمیض شریف ہے۔ مجھے حضور کی قمیض میں کفن دینا۔ حضور کی چادر میں لپٹنا۔ حضور کا تہبند مجھے باندھ دینا اور میری ناک کان وغیرہ پر حضور کے بال شریف رکھ دینا پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی لیاقت وقابلیت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت دیانت دار، سخی، سیاستدان قابل حکمران وجیہ صحابی تھے آپ نے عہد فاروقی وعہد عثمانی میں نہایت قابلیت سے حکمرانی کی آپ کی حکومت میں نہایت آسانی سے مالیہ وصول ہو جاتا تھا جو مدینہ منورہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ عمر فاروق وعثمان غنی آپ سے نہایت خوش رہے۔ عمر فاروق نہایت محتاط اور حکام پر سخت گیر تھے۔ ذرا سے قصور پر حکام کو معزول فرما دیتے تھے معمولی سی گرفت پر حضرت خالد ابن ولید جیسے جرنیل کو معزول فرما دیا مگر اس کے باوجود امیر معاویہ کو برقرار رکھا جس سے معلوم ہوا کہ آپ سے اتنی دراز مدت حکومت میں کوئی لغزش سرزد نہ ہوئی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

امیر معاویہ کے فضائل دو طرح کے ہیں ایک عمومی دوسرے خصوصی۔ عمومی فضائل یہ ہیں

کہ وہ جلیل الشان عظیم المرتبت صحابی رسول ہیں اور صحابہ کے جس قدر فضائل و درجات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان میں داخل ہیں۔ رب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کل صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما چکا۔ ان کیلئے تقویٰ طہارت لازم فرما دی۔ وہ سچے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو چکا وہ اللہ سے راضی ہو چکے۔ وہ بڑے کامیاب ہیں۔ ان سے جلنے والے عناد رکھنے والے کفار ہیں وغیرہ وغیرہ جن کی آیات مقدمہ میں گزر چکیں ان سب میں امیر معاویہ یقیناً داخل ہیں۔

نیز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبی عزیز اور سسرالی قرابت دار ہیں لہٰذا جو آیات حضور کے اہل قرابت کے متعلق نازل ہوئیں ان سب میں امیر معاویہ شامل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قدر مراتب درجات صحابہ کرام یا اپنے اہل قرابت کے بیان فرمائے ان سب میں بھی امیر معاویہ شامل ہیں۔ فرمایا میرے سارے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ میرے صحابہ کا سوا سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔ میرے صحابہ سے جس نے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وغیرہ وغیرہ یہ احادیث بھی مقدمہ میں گزر چکیں ان سب میں امیر معاویہ شامل ہیں۔ اگر امیر معاویہؓ کے اور کوئی خصوصی فضائل نہ بھی ہوتے تب بھی یہ فضائل بہت شاندار تھے۔ جیسے جن انبیاء کرام کے خصوصی فضائل حدیث و قرآن میں نہیں وارد ہوئے وہ بھی عظمت والے اور واجب احترام ہیں۔ ان پر ہمارا ایمان ہے کہ خود نبوت عظیم الشان درجہ ہے۔ ایسے ہی صحابہ کے متعلق عقیدہ رکھنا چاہیئے۔

ضروری نوٹ: پیغمبر کی قرابت داری مومن کے لئے درجات کا باعث ہے۔ لہٰذا ابو لہب، ابو جہل وغیرہ اس سے علیحدہ ہیں کہ اگرچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر کافر ہیں جیسے کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا ہونے کے باوجود ہلاک ہو گیا۔ امیر معاویہ مومن، عادل، ثقہ صحابی ہیں لہٰذا ان کے لئے حضور کی قرابت بڑے درجات کا باعث ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل

صحابیت اور قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ امیر معاویہ میں بیشمار خصوصی فضائل ہیں جن میں سے کچھ عرض کئے جاتے ہیں۔

ا۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی بھی اور کاتب خطوط بھی تھے۔یعنی جونامہ و پیام سلاطین وغیرہ سے حضور فرماتے تھے وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لکھواتے تھے۔ چنانچہ مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور کے سامنے لکھا کرتے تھے۔ابو نعیم نے فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبین میں سے تھے۔نہایت خوشخط فصیح ۔ بلیغ۔علم وقار والے' امام مدائنی نے فرمایا کہ زید ابن ثابت وحی لکھتے تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر خطوط جو اہل عرب وسلاطین کو لکھے جاتے تھے وہ لکھتے تھے (یعنی اکثر)۔امیر معاویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امین تھے' امام مفتی حرمین احمد ابن محمد ملبری نے خلاصۃ السر میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل کاتب تیرہ ۱۳ تھے۔چار خلفاء راشدین (۵) عامر ابن فہیرہ۔(۶) عبداللہ ابن ارقم ۔(۷) اُبی ابن کعب ۔ (۸) ثابت ابن قیس ابن شماس ۔(۹) خالد ابن سعید ابن العاص ۔(۱۰) حنظلہ ابن ربیع الاسلمی ۔ (۱۱) زید ابن ثابت ۔ (۱۲) معاویہ ابن ابی سفیان ۔ (۱۳) شرجیل ابن حسنہ۔لیکن ان سب میں معاویہ اور زید زیادہ یہ کام کرتے تھے' امام احمد ابن محمد قسطلانی نے شرح بخاری میں فرمایا کہ معاویہ ابن ابی سفیان حضور کے کاتب وحی رہے۔

۲۔امیر معاویہ مجتہدین صحابہ میں سے ہیں اور عالم خصوصاً مجتہد صحابی بڑے اشرف واعلیٰ مانے جاتے ہیں چنانچہ امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس سے کہا گیا کہ امیر معاویہ کو کیا ہوگیا کہ وہ ایک رکعت ہی وتر پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کرتے ہیں وہ فقیہ ہیں یعنی مجتہد' اسی بخاری میں' دوسری روایت میں ہے کہ امیر معاویہ نے ایک رکعت وتر پڑھی اس وقت امیر معاویہ کے پاس عبداللہ ابن عباس کے ایک غلام حاضر تھے انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے یہ شکایت کی تو آپ نے

فرمایا کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو وہ عظیم المرتبہ صحابی رسول ہیں۔

خیال رہے کہ عبداللہ ابن عباس علوم کے دریا حبر الامہ ترجمان قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں انہیں کو علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے مناظرہ کے لئے بھیجا تھا۔ جب ایسے جلیل القدر صحابی رسول امیر معاویہ کو مجتہد اور فقیہہ فرمارہے ہیں تو اب انکار کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے۔

نوٹ: یہ احادیث امام ابو حنیفہ کی قوی دلیل ہیں کہ وتر ایک رکعت نہیں تین رکعت ہیں کیونکہ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ کرام وتر تین رکعت پڑھتے تھے ورنہ امیر معاویہ کے ایک رکعت پڑھنے پر تعجب نہ ہوتا یہ تعجب ہماری دلیل ہے (فافہم)

۳۔ امیر معاویہ کے فضائل میں بہت سی احادیث شریفہ وارد ہیں امام احمد ابن حنبل نے اپنی مسند شریف میں عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدایا معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔

ترمذی شریف میں عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ مدنی سے روایت کی۔ کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اے اللہ معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا (ہادی، مہدی) اور معاویہ کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔ ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

حافظ حارث ابن اسامہ نے ایک بہت لمبی حدیث روایت فرمائی۔ جس میں خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے فضائل ہیں اس میں یہ بھی ہے۔ وَ مُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ اَعْلَمُ اُمَّتِىْ وَاَجْوَدُهَا یعنی معاویہ میری امت کے بڑے علم، حلم اور سخاوت والے ہیں (تطہیر الجنان) محب طبری نے اپنی سیر میں ایک بہت طویل حدیث نقل فرمائی جس میں خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ کے فضائل مروی ہیں اس کے آخر میں یہ بھی ہے وَصَاحِبُ سِرِّىْ مُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَقَدْ نَجَاءَ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ وَ فَقَدْ هَلَكَ یعنی میرے صاحب اسرار میں سے معاویہ ابن ابی سفیان ہیں جس نے ان تمام سے محبت کی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا ہلاک ہوگیا۔ (تطہیر الجنان)

حافظ امام ہیتمی نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ معاویہ کا سر اپنی گود میں لئے بیٹھی ہیں اور ان کو بار بار چوم رہی ہیں تو سرکار نے فرمایا کہ اے ام حبیبہ کیا تم معاویہ سے محبت کرتی ہو انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہ محبت کروں کہ یہ میرا بھائی ہے حضور نے فرمایا کہ اللہ و رسول بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ (تطہیر الجنان)

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے امیر معاویہ سے روایت کی کہ فرمایا کہ مجھے ایک بار حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے معاویہ اگر تم بادشاہ ہو تو بھلائی کرنا جب سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مجھے سلطنت ملے گی (کیونکہ حضور کی زبان کن کی کنجی ہے)

ابو یعلی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ اگر تم حاکم بنو تو اللہ سے ڈرنا اور عدل و انصاف کرنا۔ اسی کے قریب قریب کچھ فرق سے یہ ہی روایت مسند امام احمد میں بھی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں امیر معاویہ سے روایت کی کہ حضور نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ اگر تم حاکم بنو تو مجرموں کو حتی الامکان معافی دینا نیک کاروں سے نیکی قبول کرنا غرضکہ یہ روایت مختلف طریق سے سب کتابوں میں ہے۔ اگر کوئی روایت ان میں سے ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کہ فضائل میں حدیث شریف ضعیف بھی قبول ہے۔

۴۔ تمام علماء محدثین اور صحابہ نے امیر معاویہ کی ثنا و صفت فرمائی چنانچہ امام قسطلانی نے شرح بخاری میں فرمایا معاویہ بڑے مناقب اور بڑی خوبیوں والے ہیں شرح مسلم میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں۔ امام یافعی نے فرمایا کہ معاویہ حلیم کریم، عاقل کامل بہت رائے سلیم والے تھے۔ گویا انہیں قدرت نے ملک رانی کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ تمام محدثین ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھتے رہے۔ عبداللہ ابن عباس نے انہیں مجتہد و فقیہ صحابی فرمایا جیسا کہ بخاری کی روایت سے گزر گیا۔ نہایہ جذریہ میں عبداللہ ابن عمر سے روایت کیا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے معاویہ کی طرح

سمجھدار اور سخی نہ دیکھا قاضی عیاض نے روایت کی کہ کسی نے ابن عمران سے کہا کہ کیا عمر ابن عبدالعزیز، معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں تو آپ غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے معاویہ حضور کے صحابی حضور کے سالے، کاتب وحی اور حضور کے امین ہیں۔

کسی نے عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن معاویہ اور عمر عبد العزیز میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر ابن عبدالعزیز سے ہزار گناہ زیادہ اچھا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ خیال رہے کہ عبداللہ ابن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم وزہد تقویٰ امانت پر تمام امت رسول متفق ہے اور ان سے خضر علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بہت موقعہ پر تعریفیں فرمائیں۔ انہیں دمشق کا حاکم مقرر کیا اور کبھی معزول نہ فرمایا۔ اگر آپ تھوڑی سی لغزش بھی ملاحظہ فرماتے تو فوراً معزول فرمادیتے جیسے کہ معمولی شکایت پر سعد ابن ابی وقاص یا خالد ابن ولید جیسی بزرگ ہستیوں کو معزول فرمادیا۔ اسی طرح عثمان غنی نے اپنے پورے زمانہ خلافت میں امیر معاویہ کو حکومت کے عہدے پر بحال رکھا یہ ان دو بزرگ صحابہ کی طرف سے امیر معاویہ کی انتہائی عظمت وامانت کا اقرار واعلان ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت سے موقعہ پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی چنانچہ طبرانی نے بسند صحیح روایت فرمائی کہ کسی نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جنگ صفین کے زمانہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قُتلانا وَقُتلا مُعاوِیَۃَ فِی الجَنۃِ ہمارے اور معاویہ کے مقتولین سب جنتی ہیں نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے متعلق ارشاد فرمایا اِخوَانُنا بَغَوْ عَلَیْنا یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم سے بغاوت کر بیٹھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے معاویہ سے بہتر کوئی حکومت کے لائق نہ دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام میں داخل ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان وشوکت اور بڑا اجرار لشکر دیکھا تو فرمایا کہ معاویہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ (تطہیر الجنان)

امام اعمش جو اجلہ تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو کہتے کہ وہ امام مہدی ہیں (تطہیر الجنان)

امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۷ ماہ خلافت فرما کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی اور ان کا سالانہ وظیفہ اور نذرانے قبول فرمائے اگر امیر معاویہ میں معمولی فسق بھی ہوتا تو امام حسن رضی اللہ عنہ سر دے دیتے مگر ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس فعل شریف کی تعریف فرمائی تھی کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ اس صلح کے وقت عاقل، بالغ سمجھدار تھے مگر ان سرکار رضی اللہ عنہ نے بھی اس صلح پر اعتراض نہ فرمایا بلکہ اس میں خود بھی داخل ہو گئے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں کچھ عیب رکھتے ہوتے تو یزید مردود کی طرح آپ اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آ جاتے معلوم ہوتا ہے کہ نگاہ امام حسین رضی اللہ عنہ میں یزید فاسق فاجر ظالم وغیرہ تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل۔ ثقہ۔ متقی۔ لائق بیعت امارت تھے۔ اب کسی کو کیا حق ہے کہ ان پر زبان طعن دراز کرے۔

۵۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے بڑے جلیل القدر صحابہ سے احادیث روایت کیں جو تمام محدثین نے قبول کیں اور اپنی کتب میں لکھیں اور بڑے بڑے صحابہ کرام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایات لیں اور احادیث نقل کیں۔ خیال رہے کہ فاسق کی روایت ضعیف ہوتی ہے یعنی قابل قبول نہیں ہوتی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وغیرہم

سے احادیث نقل کیں، اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ۔ جریر ابن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ ۔ معاویہ ابن خدیج رضی اللہ عنہ ۔ سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ ۔ نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۔ ابولامہ ابن سہل رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ (فقیہ و مجتہدین) صحابہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جبیر ابوادریس خولانی ۔ سعید ابن میتب ۔ خالد ابن معدان ۔ ابوصالح سمان ۔ ہمام ابن عتبہ ۔ عبداللہ ابن حارث ۔ قیس ابن ابی حازم جیسے جلیل القدر تابعین علماء و فقہا نے روایت حدیث لیں اور قبول کیں ۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں فسق و ظلم وغیرہ کا شائبہ بھی ہوتا ۔ تو یہ حضرات ان سے روایت حدیث نہ کرتے ۔

۶ ۔ امیر معاویہ کی (۱۶۳) احادیث ہیں جن میں چار وہ ہیں جنہیں مسلم و بخاری دونوں نے روایت فرمایا اور چار صرف بخاری نے اور پانچ صرف مسلم نے باقی ابوداؤد ۔ نسائی ۔ بیہقی ۔ طبرانی ۔ ترمذی ۔ مالک وغیرہم محدثین نے روایت فرمائیں ۔ اگر ہم کو اس رسالہ کے طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ تمام روایات یہاں نقل کر دیتے شائقین کتب احادیث کا مطالعہ کریں ۔ خیال کرنا چاہیئے کہ امام بخاری و مسلم وہ بزرگ ہستیاں ہیں جو ذرا سے شبہ فسق کی بنا پر روایت نہیں لیتے ان بزرگوں کا امیر معاویہ کی روایت قبول فرمالینا با علان بتا رہا ہے کہ امیر معاویہ ان کی نگاہ میں متقی ۔ عادل ۔ ثقہ ۔ قابل روایت ہیں ۔ مولانا جلال الدین رومی نے امیر معاویہ کو تمام مومنوں کا ماموں فرمایا ان کے بڑے کارنامے مثنوی میں بیان کیئے ۔

۷ ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے شاندار سلطان ہیں جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں اس لیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت راشدہ ۔ (یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ) تیس سال تک رہے گی ۔ پھر سلطنت ہوگی امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اس مدت میں قریباً سات ماہ باقی تھے چنانچہ یہ ہی بقیہ مدت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوری فرما کر خلافت سے دستبرداری فرمالی کیونکہ مدت

خلافت پوری ہو چکی تھی۔ اس وقت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سلطان اسلام مقرر ہوئے۔

اس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارۃ ارشاد فرمائی تھی چنانچہ بخاری شریف میں کتاب الرویا کتاب الجہاد میں بہت جگہ حضرت انس وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ام حرام بنت ملحان کے گھر آرام فرماتے تھے جو کہ عبادہ ابن صامت کی زوجہ ہیں کہ اچانک خوش خوش مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے ام ملحان نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس مسرت وشادمانی کا کیا سبب ہے فرمایا کہ ابھی خواب میں ہم پر ہماری امت کے غازی پیش کئے گئے جو اس سمندر سے ایسے شان وشوکت سے گزر رہے ہیں جیسے تخت پر سلاطین جہاد کرنے جارہے ہیں، ام ملحان نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان کے ساتھ اس جہاد میں شرکت کی توفیق دے فرمایا تم بھی ان میں ہوگی۔ یہ فرما کر پھر سو گئے پھر اسی طرح خوش خوش بیدار ہوئے اور پھر اسی طرح کی خواب ارشاد فرمائی۔ ام ملحان نے پھر عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ میں اس جہاد میں بھی ان غازیوں کے ساتھ ہوں تو فرمایا کہ نہیں تم پہلوں کے ساتھ ہوگی حضرت انس فرماتے ہیں کہ یہ جہاد امیر معاویہ کے زمانہ حکومت میں ہوا۔ ام ملحان امیر معاویہ کے ہمراہ سمندر پر سے گزریں اور پار نکل کر اپنے اونٹ سے گر کر شہید ہو گئیں حدیث پاک کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

فَرَكِبَتِ الْبَحْرَفِیْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ بُدْنَتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ	پس سوار ہوئیں ام ملحان معاویہ ابن ابی سفیان کے زمانہ میں پھر جب سمندر پار ہوئیں تو اونٹ سے گر گئیں اور انتقال فرما گئیں۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے سلطان غازی ہونگے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جہاد میں شرکت کرنے والے بڑے درجہ والے ہوں گے۔ اسی لیئے ام ملحان نے اپنے لیئے دعا کرائی جو قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت شان کے مالک ہوں گے سادگی نہ ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر معاویہ

وغیرہ کی یہ شان دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔خوش وخرم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے کیوں نہ ہو بیٹے کی شان دیکھ کر باپ خوش ہوتا ہے امت کی شان دیکھ کر نبی خوش ہوتے ہیں۔ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا۔

بوریا ممنون خواب راحتش تاج کسریٰ زیر پائے امتش

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگلی پچھلی تمام چیزیں بتادیں بلکہ دکھادیں۔یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور لوگوں کی موت کے وقت موت کی نوعیت سے خبردار ہیں کہ کون کب مرے گا کہاں مرے گا کیسے مرے گا کہ ام ملحان سے فرمادیا کہ تم صرف پہلوں کے ساتھ ہوگی پھر تمہیں اس دوسرے غزوہ میں شرکت کا موقعہ نہ ملے گا کیونکہ تم اسی غزوہ میں شہید ہو جاؤ گی۔یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور ان کے ساتھیوں سے بہت خوش ہیں۔بہر حال یہ حدیث بہت سے احکام کی جامع ہے۔

نوٹ ضروری:۔خیال رہے کہ خلافت راشدہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی۔اس خلافت میں خلیفہ مسلمانوں کے حاکم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے جانشین ہوتے تھے کہ انکی بیعت سلطنت کی بیعت بھی تھی اور ارادت کی بیعت بھی۔اسی لئے اس وقت تک مسلمانوں میں پیروں کی مشائخ کی بیعت کا رواج نہ تھا کہ کیونکہ یہ بیعت کافی تھی۔خلیفہ اسلام کے حاکم بھی تھے مسلمانوں کے شیخ بھی تھے اور رسول اللہ کے جانشین بھی رضی اللہ عنہم۔اس کے بعد سلطان میں صرف سلطنت اسلام رہ گئی وہ جانشینی جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیٰ وجہ الکمال نہ رہی اس لیے پھر بادشاہوں سے صرف سلطنت کی بیعت ہونے لگی اور اردت کی بیعت مشائخ عظام سے ان میں پہلے سلطان اسلام امر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوئے مگر شریعت میں کہیں پر سلطان اسلام کو بھی خلیفہ کہہ دیا جاتا ہے جیسے کہ حدیث میں وارد ہوا کہ بارہ خلفاء تک اسلام بہت غالب رہے گا۔یہاں خلیفہ بمعنے سلطان ہے جن لوگوں نے امیر معاویہ کو خلیفہ لکھا یا کہا وہ خلیفہ بمعنی سلطان اسلام ہے۔

نوٹ ضروری:۔ تمام خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء تھے بعد والے اپنے سے پہلے والے کے خلیفہ نہ تھے یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول تھے خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ تھے سب نائبین مصطفےٰ اور جانشین جناب حبیب کبریا تھے۔ اسی لئے وہ تمام حضرات حضور کے خلفاء ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ چہارم خلیفہ ہونا یا آخری خلیفہ ہونا معاذ اللہ کوئی اہانت یا بے تعظیمی نہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار بار بیعت میسر ہوئی ایک بار بلا واسطہ اور پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی معرفت سے کیونکہ یہ تمام بیعتیں بالواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت تھی۔

۸۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت نیک دل۔ سخی بہت حلیم و کریم تھے جیسا کہ ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی چنانچہ آپ کی سخاوت حسب ذیل واقعات سے ظاہر ہوتی ہے۔

الف: ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ ایک بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کئے جو امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائے (کتاب الناہیہ)

ب: حاکم نے بروایت ہشام بن محمد روایت کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کیا تھا اتفاقاً ایک سال یہ وظیفہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچا آپ نے چاہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یاد دہانی کے لئے خط لکھیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنے جیسے مخلوق کو نہ لکھو رب سے عرض کرو اور فرمایا یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اَقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رِجَائَکَ وَاقْطَعْ رِجَآءِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَیْرَکَ اَللّٰھُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْہُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْہُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَہِ اِلَیْہِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْہُ مَسْاَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلیٰ لِسَانِیْ. مِمَّا اَعْطَیْتَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخَصِّنِیْ بِہٖ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

اے اللہ میرے دل میں اپنی امید بھردے اور اپنے ماسوا سے امید منقطع فرمادے یہاں تک کہ تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں۔ اے اللہ جس چیز سے میری طاقت کمزور ہے اور میرے عمل کوتاہ ہیں اور میری رغبت وہاں تک نہ پہنچی اور میرا سوال وہاں تک نہ پہنچا اور وہ میری زبان پر جاری نہ ہوا جو کہ تو نے اگلوں اور پچھلوں کو یقین عطا فرمایا ہے پس مجھے اس سے خاص کر اے جہانوں کے پالنے والے!

چنانچہ یہ وظیفہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے شروع کردیا ابھی ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پندرہ لاکھ روپیہ بھیج دیا یعنی دو لاکھ وظیفہ اور تیرہ لاکھ نذرانہ (ناہیہ وغیرہ)
مسلمان یہ دعا یاد کرلیں رفع حاجات کے لئے بہترین دعا ہے۔

ج: ایک بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا کہ جو کوئی علی رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھے تو میں اسے فی شعر ایک ہزار دینار دوں گا۔ چنانچہ حاضرین شعراء نے اشعار پڑھے اور انعام لیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر شعر پر کہتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ اس سے بھی افضل ہیں۔ عمرو ابن عاص شاعر نے ایک قصیدہ علی مرتضٰی کی شان میں پڑھا جس کا ایک شعر یہ تھا

ھُوَالنَّبَاءُ الْعَظِیْمُ وَ فُلْکُ نُوْحٍ
وَبَابُ اللّٰہِ وَانْقَطَعَ الْخِطَابُ

حضرت علی بڑی خبر والے ہیں نوح علیہ السلام کی کشتی ہیں۔ اللہ کا دروازہ ہیں۔ ان کے بغیر اللہ سے کوئی کلام نہیں کرسکتا۔ امیر معاویہ نے اس شعر پر اس شاعر کو سات ہزار دینار دیئے۔ (نقائص الفنون مصنفہ محمد ابن محمود آملی از کتاب الناہیہ)

د: ابن عساکر نے روایت کی کہ جنگ کے زمانہ میں حضرت عقیل (حضرت علی کے

بھائی) نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے کچھ روپیہ کی ضرورت ہے دیجئے۔ فرمایا ابھی نہیں ہے آپ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاؤں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ حضرت عقیل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے امیر معاویہ نے آپ کا بڑا احترام کیا اور ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ (صواعق محرقہ)

یہ نمونہ کے طور پر چند واقعات پیش کیے گئے ورنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے مثل سخاوت کے واقعات بہت ہیں۔

۹۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اللہ کا خوف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اہل بیت اطہار کی محبت کمال درجہ تھی۔ آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی وفات کے وقت بار بار فرماتے تھے کہ کاش میں ایک گاؤں میں خاموش زندگی گزارتا اور ان جھگڑوں میں نہ پڑتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناخن شریف' بال' قمیص مبارک' تہبند شریف کے متعلق وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میرے کفن میں یہ چیزیں رکھ دی جائیں' اس واقعہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خوف الٰہی عظمت محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بخوبی پتہ لگتا ہے۔ نیز تواریخ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتہائی ادب و احترام کرتے تھے اور اہل بیت اطہار کے فضائل کی متعدد روایات آپ سے مروی ہیں۔

امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنے مسند میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن رضی اللہ عنہ کے زبان اور ہونٹ چومتے تھے پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی زبان اور ہونٹ جسے جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چومیں اس کو آگ نہیں پہنچ سکتی۔ (کتاب الناہیہ)

اسی مسند احمد ابن حنبل میں ہے کہ ایک شخص نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ علی مرتضیٰ سے پوچھو وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں اس نے کہا آپ ہی فرما دیں مجھے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے یہ بہت بری بات کی کیا تو ان سے نفرت کرتا ہے جن کی توقیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔

ان کے کمال علم کی بنا پر اور جن کے بارے میں سرکار نے فرمایا کہ اے علی تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون مگر میرے بعد نبی نہیں اور جن علی کی عظمت علم کا یہ حال ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل درپیش آتی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حل کراتے تھے' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر اس شخص سے فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جا اور اس کا نام وظیفہ والوں کے دفتر سے خارج کر دیا (کتاب الناہیہ) ان روایات کو دیکھو اور غور کرو۔

امام محمد ابن محمود آملی نے نفائس فنون میں روایت کی کہ ایک بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علی شیر تھے علی چودھویں رات کے چاند تھے علی رحمت خدا کی بارش تھے' حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا علی تو آپ نے فرمایا کہ علی کے قدم ابوسفیان کی آل سے افضل ہیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کیوں کی تو فرمایا الملک عقیم یعنی ملکی جنگ تھی۔ (کتاب الناہیہ)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار ضرار ابن حمزہ سے کہا کہ مجھے علی ابن ابی طالب کے اوصاف سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے معاف رکھو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں خدا کی قسم ضرور سناؤ ضرار ابن حمزہ نے نہایت فصیح و بلیغ طور پر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت سنائی جس کا خلاصہ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"علی رضی اللہ عنہ بڑی سخاوت والے سخت قوت والے تھے فیصلہ کن بات کہتے تھے عدل کا فیصلہ کرتے تھے ان کی جوانب سے علم کی نہریں بہتی تھیں ان کی زبان پر علم بولتا تھا۔ دنیا اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ سے متنفر تھے' رات کی تنہائی اور وحشت پر مائل تھے' راتوں کو روتے تھے، اکثر آخرت کی فکر میں رہتے تھے' موٹا لباس معمولی کھانا پسند فرماتے تھے لوگوں میں عام شخص کی طرح رہتے تھے جب ان سے کچھ پوچھتے تو فوراً جواب دیتے جب ہم انہیں بلاتے تو فوراً آ جاتے تھے' اس بے تکلفی کے باوجود ان کی خداداد ہیبت کا یہ حال تھا کہ ہم ان سے

گفتگو نہ کرسکتے تھے دینداروں کی تعظیم فرماتے مسکینوں کو اپنے سے قریب رکھتے تھے' علی رضی اللہ عنہ کے دربار شریف میں کمزور مایوس نہ تھا۔ قوی دلیر نہ تھا۔ قسم خدا کی میں نے علی کو بہت دفعہ ایسا دیکھا کہ رات کے تارے غائب ہو جاتے تھے اس حال میں کہ آپ ایسا روتے تھے جیسے کسی کو بچھو کاٹ لے اور رو رو کر فرماتے تھے کہ افسوس افسوس عمر تھوڑی ہے۔ سفر لمبا ہے۔ سامان تھوڑا ہے راستہ خطرناک ہے' اور آپ کی داڑھی سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکتے تھے اور فرماتے تھے افسوس: افسوس:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر زار زار رونے لگے اور فرماتے تھے کہ قسم خدا کی ابو الحسن (علی رضی اللہ عنہ) ایسے ہی تھے' ایسے ہی تھے۔ (صواعق محرقہ)

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ان ہی صفات کو ایک شاعر نے اس طرح بیان کیا۔

هُوَا لْبَكَّاءُ فِى الْمِحْرَابِ لَيْلًا　　　هُوَا لضَّحَاكُ فِى يَوْمِ الضِّرَابِ

''محراب مسجد میں رونے۔ میدان جہاد میں ہنسنے والے''

میدانِ جنگ میں تشریف لاتے تو ہنستے ہوئے فرماتے۔

اَنَا الَّذِىْ سَمَّتْنِىْ اُمِّىْ حَيْدَرُ

''میں وہ بہادر ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر کرار رکھا''

(حیدر یعنی شیر اور کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا)

اور جب تہجد کے وقت محراب مسجد میں آتے تو رب سے عرض کرتے۔

اِلٰهِىْ عَبْدُكَ الْعَاصِىْ اَتَاكَ　　　مُقِرًّا بِا لذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاكَ

''خدایا تیرا گنہگار بندہ حاضر ہے اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہوئے تجھ سے دعا مانگ رہا ہے''

غرض کہ خلق کے سامنے ہنسنے والے خالق کی بارگاہ میں رونے والے رضی اللہ عنہ۔

۱۰۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہت سی کرامات ثابت ہیں۔ آپ صاحب کرامت صحابی

رسول ہیں۔ چنانچہ کتاب تطہیر الجنان میں فرمایا کہ سند صحیح سے روایت ہے کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مکہ والوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے علیحدہ کیا لہٰذا وہاں خلافت کبھی نہ ہوئی نہ ہوگی۔ مدینہ والوں نے خلیفۃ المسلمین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا وہاں سے خلافت نکل گئی' اب کبھی وہاں خلافت نہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر حرمین شریفین آج تک دارالخلافہ نہ بنے' مکہ معظمہ میں تو عبداللہ ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا بھی مگر وہ صورتِ خلافت تھی حقیقت خلافت نہ تھی لیکن مدینہ منورہ میں صورۃً خلافت بھی نہ رہی' سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور ان کے بعد کسی خلیفہ نے مدینہ منورہ کو دارالخلافہ نہ بنایا۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یزید کو اپنا ولی عہد کیا تو دعا کی کہ مولیٰ اگر یزید اس کا اہل نہ ہو تو اس کی سلطنت کامل نہ فرما پھر ایسا ہی ہوا کہ یزید مردود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد دو سال کچھ ماہ زندہ رہا اور اس کی سلطنت پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ تو مشہور ہی ہے کہ آپ ایک دفعہ اپنے محل میں سو رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی نے آپ کو جگایا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور اس محل میں کیسے پہنچ گیا وہ بولا کہ میں ابلیس ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا کام نماز کے لئے جگانا نہیں ہے بلکہ نماز سے سلانا ہے اولاً اس نے بہانے بنائے مگر جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ڈرایا دھمکایا تو آخر بولا کہ اس سے پہلے ایک دفعہ میں نے آپ کو فجر کے وقت سلا دیا تھا جس سے آپ کی نماز قضا ہوگئی تھی آپ اس کے غم میں اتنا روئے کہ میں نے فرشتوں کو آپس میں کلام کرتے سنا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس رنج و غم کی وجہ سے پانچ سو نمازوں کا ثواب دیا گیا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر آج پھر آپ فجر نہ پڑھ سکے تو آج پھر روئیں گے اور ایسا نہ ہو کہ ایک ہزار نمازوں کا ثواب حاصل کر لیں اس لئے جگا دیا کہ ایک اسی نماز کا ثواب حاصل کریں۔ مثنوی شریف دفتر دوم صفحہ ۲۳ میں مولانا روم قدس سرہ نے

اسی قصہ کو بہت تفصیل سے چودہ صفحات میں کچھ فرق سے یوں فرمایا جس کی سرخی یوں باندھی۔

"بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ را کہ برخیز کہ وقت نماز است"۔ اور اس طرح اس قصہ کو شروع فرمایا۔

در خبر آمد کہ خال موماں بود اندر قصر خود خفتہ شباں
قصر را از اندروں دربستہ بود کز زیارتہاء مردم خستہ بود
ناگہاں مردے ورا بیدار کرد چشم چوں بکشاد پنہاں گشت فرد الخ

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت عابد وزاہد مقبول بارگاہ الٰہی تھے' اور ابلیس جیسا خبیث جو کسی کے قبضہ میں نہ آوے وہ آپ کے قبضہ اور گرفت سے ۔ چھوٹ سکتا تھا کیوں نہ ہو جس کا ہاتھ جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکڑ لیں اس کے ہاتھ کی گرفت سے کون چھوٹ سکتا ہے اور جو نگاہ جمال مصطفوی دیکھ لے اس سے کون سی چیز چھپ سکتی ہے۔ یہی واقعہ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا تھا کہ آپ نے ابلیس کو پکڑ لیا تو چھوٹ نہ سکا۔

دُوسراباب

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات وجوابات

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اب تک جس قدر اعتراضات ہم کو معلوم ہو سکے ہیں انہیں ہم تفصیل وار عرض کرتے ہیں' ہر اعتراض کے ساتھ اس کا مدلل جواب منصفانہ اور محققانہ طور پر عرض کریں گے ناظرین سے انصاف کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبول کی امید ہے وہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

اعتراض ا:۔ تم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج پاک بھی اہلبیت ہیں حالانکہ حدیث کساء میں وارد ہوا کہ آیت تطہیر اترنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن وحسین' علی' فاطمہ زہرا کو کمبل شریف میں داخل فرما کر دعا کی کہ مولیٰ یہ میرے اہلبیت ہیں تو انہیں پاک فرمادے۔ حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اللہ نے عرض کیا کہ مجھے داخل فرمالیا جائے تو ان سے فرمادیا کہ تم خیر پر ہو تم وہاں ہی رہو۔ اگر ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہوتیں تو انہیں کمبل شریف میں لے لیا جاتا۔

جواب:۔ یہ شبہ جب درست ہوتا کہ اس حدیث میں کوئی حصر کا لفظ ہوتا۔ یعنی یہ ہی اہلبیت ہیں یا یہ فرمایا جاتا کہ ان کے سوا اور کوئی اہلبیت نہیں۔ جب ان دونوں میں سے کچھ نہیں تو دوسروں کی نفی کیسے ہوگئی۔ اگر ہم کہیں کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ و داؤد علیہم السلام نبی ہیں تو اس کے معنیٰ یہ نہیں کہ دیگر انبیاء کرام نبی نہیں۔ اور اس فرمانے میں بھی ایک حکمت ہے وہ یہ کہ عرف میں لڑکی شادی کے بعد اپنے خاوند کے اہلبیت اور اس کے اہل خانہ میں شمار ہونے لگتی ہے تو شاید یہ سمجھا جاتا کہ حضرت فاطمہ زہرا حضور کے اہلبیت نہیں بلکہ حضرت علی کے اہلبیت میں ہیں اس وہم کو دفع فرمانے کے لئے حضور نے کمبل شریف کا یہ عمل فرمایا جب ام سلمہؓ نے اس میں داخلہ کی اجازت چاہی تو ان سے فرمایا کہ اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ تم تو خیر پر ہو ہی یعنی تم تو اس آیت میں یقیناً داخل ہو تمہارے متعلق تو شبہ ہو سکتا ہی

نہیں۔تم وہاں ہی رہو جن کے متعلق شبہ ہوسکتا ہے ان کو داخل فرما کر شبہ دور فرماتا ہے۔اس کی نفیس تحقیق تحفہ اثنا عشریہ۔اشعتہ اللمعات اور اس کے حاشیہ امیر علی میں ملاحظہ کرنا چاہیئے۔اگر آیت تطہیر میں صرف یہ چار حضرات داخل ہوں اور ازاواج پاک داخل نہ ہوں تو آیات قرآنیہ میں نہایت سخت بے ربطی ہوگی کیونکہ اس سے آگے اور پیچھے تمام آیات میں ازواج پاک سے خطاب ہے اور ربط آیات ضروری ہے۔

اعتراض ۲:۔ آیت تطہیر کے پہلے اور اس کے بعد تمام ضمیریں جمع مونث ہیں مگر اس آیت میں ضمیر جمع مذکر ہے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب ۳۳) دونوں جگہ کُمْ ہے جو مذکر ہے' اگر اس خطاب میں ازواج مطہرات شامل ہوتیں تو دیگر آیات کی طرح اس میں بھی ھُنَّ کُنَّ وغیرہ ضمیریں ہوتیں۔

جواب:۔ چونکہ اگلی پچھلی آیتوں میں صرف ازواج پاک سے خطاب تھا لیکن اس آیت کے خطاب میں حضرت علی وحسنین کریمین بھی شامل تھے اس لئے ان میں ضمیریں مونث اور اس آیت میں ضمیر مذکر آئی نیز پہلے فرمایا گیایا نساء النبی اور لفظ نساء مونث ہے یہاں فرمایا گیا اہل بیت اور یہ لفظ مذکر ہے۔اگرچہ اس سے مراد بیویاں ہوں اور عربی ترکیب میں لفظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ معنیٰ کا دیکھو طلحہ لفظ مونث ہے اور نام مذکر کا ہے مگر لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے اسے غیر منصرف مانا گیا تانیث وعلم کے لحاظ سے اس کی دلیل وہ آیت ہے جو سورۃ ہود میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت سارہ زوجۂ ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ھود ۷۳)

فرشتے بولے کہ اے سارہ کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو اے نبی کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں وہ اللہ سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔

دیکھو اس آیت میں حضرت سارہ سے خطاب ہے جو بی بی صاحبہ ہیں۔مگر تَعْجَبِیْنَ صیغہ مونث ہے۔اور عَلَیْکُمْ میں ضمیر مذکر کیونکہ انہیں لفظ اہلبیت سے تعبیر کیا جو کہ مذکر ہے ایسے ہی ان آیات میں ہے غرضکہ لفظ کا اعتبار ہے۔

اعتراض ۳:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہزار ہا مسلمانوں کا خون کیا اور کرایا۔نہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے نہ مسلمانوں کا اتنا خون ہوتا اور مومن کو قتل کرنے والا دائمی جہنمی ہے رب فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (نساء ۹۳)

اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب اور لعنت کریگا اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے

جواب:۔ اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی' جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔حضرت طلحہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین پر بھی یہ ہی الزام عائد ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوئے اور جنگ جمل وغیرہ میں ہزار ہا مسلمان شہید ہوئے حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے اللہ کا ایک ہونا۔کیونکہ قرآن کریم میں ان کے جنتی ہونے کی نص قطعی وارد ہو چکی اور حضرت طلحہ و زبیر بھی قطعاً جنتی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ مومن کے قتل کی تین صورتیں ہیں ایک تو اس لئے اسے قتل کرنا کہ یہ مسلمان کیوں ہو گیا یہ کفر ہے کہ اس میں ایمان سے ناراضی ہے۔اس آیت مذکورہ میں یہ ہی مراد ہے کیونکہ جہنم میں ہمیشہ رہنا صرف کافر کے لئے ہے' دوسرے کسی مسلمان کو دنیاوی عناد اور ذاتی دشمنی کی وجہ سے قتل کرنا جیسے دن رات ہوتا رہتا ہے۔یہ فسق اور گناہ ہے۔تیسرے غلط فہمی کی بناپر مسلمانوں میں جنگ ہو جائے اور مسلمان مارے جائیں یہ غلط فہمی ہے نہ فسق ہے نہ کفر اس تیسری قسم کے لئے یہ آیت کریمہ ہے۔

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا (حجرات ۹) اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کر بیٹھیں تو ان میں صلح کرادو۔

دیکھو یہاں قتال اور جنگ کرنے والی دونوں جماعتوں کو مومن فرمایا گیا۔ اور ان میں صلح کرادینے کا حکم دیا گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جنگ اس تیسری قسم میں دخل ہے بلکہ تمہارا یہ الزام خود امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ جیسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھی مومن شہید ہوئے ویسے ہی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھی حضرت طلحہ و زبیر وغیرہم شہید ہوئے (اللہ سمجھ دے)

اعتراض ۴:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اہلبیت کا کینہ تھا انہوں نے اہل بیت کو ستایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علی کو ستایا اس نے مجھے ستایا۔ نیز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہلبیت سے جنگ کی حالانکہ حضور نے فرمایا تھا کہ جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے وہ مومن نہیں۔

جواب:۔ اس کے بھی دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ اس سوال کی زد میں معاذ اللہ خود حضرت علی بھی داخل ہو جاویں گے۔ کیونکہ مخالف کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی کے دل میں حضرت عائشہ۔ طلحہ۔ زبیر۔ محمد ابن طلحہ جیسے مقدس صحابہ کا کینہ تھا اور حضور نے تمام صحابہ کے متعلق فرمایا کہ فَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ جس نے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ نیز یہ الزام حضرت عائشہ صدیقہ و طلحہ زبیر وغیرہ پر بھی وارد ہوگا۔ غرضکہ ایک امیر معاویہؓ کے بغض کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام صحابہ و اہلبیت کی غلامی سے ہاتھ دھونا پڑھے گا۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ حضور ے اہلبیت اطہار کی مخالفت کی تین صورتیں ہیں ایک تو ان سے اس لئے جلنا کہ یہ حضور کے اہلبیت ہیں یہ کفر ہے کہ اس میں در پردہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے جلنا ہے' دوسرے کسی دنیاوی وجہ سے ناراضی اس میں اگر نفسانیت شامل ہے فسق ہے ورنہ نہیں بہت دفعہ علی مرتضٰی اور فاطمہ زہرا میں خانگی معاملات میں شکر رنجی ہو جاتی تھی۔ شہادت عثمانی کے دن حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے رخ شریف پر طمانچہ مارا کہ تم نے حفاظت میں سستی کیوں کی۔ ایک بار حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سخت رنجش ہو گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور کی (مسلم شریف) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بہت سخت الفاظ استعمال کئے۔ یہ چیزیں دن رات آپس میں ہوتی رہتی ہیں فسق و گناہ بھی نہیں۔

تیسرے کسی غلط فہمی کی بنا پر اہل بیت سے نا اتفاقی ہو جانا یہ نہ فسق ہے نہ گناہ۔ محض ایک غلط فہمی ہے ان حضرات کی یہ تمام جنگیں اس تیسری قسم کی تھیں ان کے سینے کینہ سے پاک تھے جو ہم بہت تفصیل کے ساتھ پہلے باب میں بیان کر چکے۔ لڑتے بھی تھے اور ایک دوسرے کی تعریف و توصیف بھی کرتے تھے ایک دوسرے کو تحفہ و ہدایا بھی دیتے تھے۔

حکایت: استیعاب میں ہے کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ محمد ابن طلحہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر سے گزرے جو حضرت عائشہ کے ساتھ تھے انہیں علی مرتضٰی کے ایک سپاہی عمرو ابن جرموز نے قتل کیا تھا۔ ان کی نعش دیکھ کر علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ رونے لگے اور اِنَّا لِلّٰهِ پڑھی اور فرمایا کہ اے محمد ابن طلحہ تم بڑے متقی نمازی راکع ساجد تھے اور ان کی تلوار دیکھ کر فرمایا کہ قسم خدا کی اس تلوار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت مدد کی ہے۔ پھر فرمایا کہ انہیں کس نے قتل کیا عمرو ابن جرموز انعام پانے کے لالچ میں سامنے آیا اور فخریہ کہا کہ میں نے قتل کیا، قتل کی تمام کیفیت بیان کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دوزخی ہے' میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ محمد ابن طلحہ کا قاتل دوزخی ہے عمرو ابن جرموز غصہ میں بھر گیا اور بولا کہ اے علی تمہارا کیا اعتبار اگر تم سے لڑو تو دوزخی اور تمہاری طرف سے لڑو تو دوزخی یہ کہہ کر اسی خنجر سے جس سے محمد ابن طلحہ کو شہید کیا تھا اپنے پیٹ میں گھونپ کر خودکشی کر لی یعنی کافر ہو کر خودکشی کی (کتاب الناہیہ ص ۸)

ضروری نوٹ:۔ خیال رہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار یا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین کے دشمن نہ تھے بلکہ ان کے مخالف تھے' دشمنی اور مخالفت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دشمن تو اپنے مد مقابل کی جان یا مال یا آبرو یا دین کا ہی سرے سے دشمن ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو فنا کرنا چاہتا ہے' مگر مخالف وہ ہے جو کسی مسئلہ میں اختلاف رائے کر بیٹھے اگرچہ یہ اختلاف لڑائی جھگڑے تک پہنچ جائے مگر اس کی بنیاد اسی رائے کا اختلاف ہے' دن رات باپ بیٹے۔ شوہر بیوی بھائی بھائی اختلاف رائے کی بنا پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بھائیوں خصوصاً داراشکوہ سے بڑی معرکہ کی جنگیں رہی ہیں مگر اس کے باوجود وہ دشمن نہ تھے بھائی تھے۔ انہی سلطان اورنگ زیب نے اختلاف رائے کی بنا پر اپنے والد شاہجہان کو نظر بند کر دیا۔ مگر اس کے باوجود آپس میں دشمن نہ تھے باپ بیٹے تھے۔ قرآن کریم نے بھی اختلاف اور دشمنی میں فرق فرمایا لڑنے جھگڑنے والے مسلمانوں کے بارے میں ارشاد ہوا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (حجرات ۱۰)	سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں پس صلح کراؤ اپنے بھائیوں میں

جانی یا ایمانی دشمنوں کے بارے میں فرمایا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (التغابن ۱۴)	اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں پس تم ان سے بچو۔

دیکھو وہاں لڑائی بھڑائی کے باوجود اجنبی مسلمانوں کو بھائی بتایا اور یہاں دینی مخالف اولاد اور بیویوں کو دشمن قرار دے کر ان سے پرہیز کا حکم دیا یہ فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان پر انتہائی زیادتیاں کیں مگر اس کے باوجود

یعقوب علیہ السلام نے یا قرآن کریم نے انہیں یوسف علیہ السلام کے دشمنوں کی صف میں کھڑا نہ کیا۔ یہ حضرات یوسف علیہ السلام کے جان یا ایمان کے دشمن نہ تھے۔ بلکہ یعقوب علیہ السلام کے اس طریقہ کے مخالف تھے کہ وہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرتے تھے اور ہم سے کم۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کریم نے ان ہی مخالف بھائیوں کو آسمان ہدایت کا تارا فرمایا کہ ارشاد ہوا۔

يَآ أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سٰجِدِينَ — اے ابا جان میں نے گیارہ تارے اور چاند و سورج کو اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔ (یوسف ۴)

دیکھو برادران یوسف علیہ السلام اس انتہائی زیادتیوں اور ظلم کے باوجود تاروں کی شکل میں دکھائے گئے یعنی ہادی اور مہدی حضور فرماتے ہیں میرے صحابہ تارے ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے' اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس قدر مخالفت کے باوجود صحابی رسول اور آسمان ہدایت کے تارے ہیں۔ نیز یعقوب علیہ السلام نے اس فراق یوسفی کے زمانہ میں ان برادران یوسف علیہ السلام کو اپنا یا یوسف علیہ السلام کا دشمن نہ جانا ورنہ ان کے کفر کا فتویٰ دیتے اور اپنے گھر سے باہر نکال دیتے کیونکہ نبی کی دشمنی کفر ہے اور کافر سے میل جول حرام۔ یوسف علیہ السلام نے بھی انہیں اپنا دشمن نہ قرار دیا بلکہ اول بار جب یہ حضرات غلہ لینے گئے تو ان کا احترام فرمایا اور عزت سے مہمان بنایا۔ کہیے دشمن نبی تو کافر ہوتا ہے پھر اس کی مہمان نوازی کیسی۔

پھر جب یوسف علیہ السلام سے معافی مانگی تو یہ الفاظ عرض کئے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخٰطِئِينَ — بولے خدا کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر بزرگی دی اور ہم خطاوار تھے۔ (یوسف ۹۱)

اس میں ان حضرات نے اپنے کفر وغیرہ کا اقرار نہ کیا بلکہ اپنے کو صرف خطا کار کہا یوسف علیہ السلام نے ان کو توبہ کا حکم نہ دیا بلکہ صرف یہ فرمایا۔

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔ (یوسف ۹۲)

اگر کفر ہوتا تو انہیں دوبارہ مسلمان کیا جاتا نکاح کی تجدید کرائی جاتی۔ حضرت سارا زوجہ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے دانہ پانی بے سایہ والے جنگل میں ڈلوا دیا مگر اس جوش مخالفت سے جناب سارہ کو نہ کافر قرار دیا نہ فاسق۔ کہ یہ سب اختلاف کی بناء پر ہوا بلکہ وہ انبیاء بنی اسرائیل کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہی معاملہ یہاں ہوا کہ جن بزرگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر ندامت کی جیسے حضرت عائشہ صدیقہ ان کے ساتھ علی مرتضیٰ نے وہ برتاؤ کیا جو پیارا پیارے سے کرتا ہے۔ جو ان کی مخالفت کرتے ہوئے شہید ہوئے جیسے حضرت محمد ابن طلحہ، زبیر و طلحہ ان کے جنتی ہونے کی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور جو آخر تک آپ سے لڑتے رہے، جیسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کو فرمایا کہ ہمارے بھائی ہیں ہم سے باغی ہو گئے ان کے مال نہ لوٹے انہیں قید نہ کیا ان پر دشمنوں کے احکام جاری نہ فرمائے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وجہ مخالفت

یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ آخر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا اختلاف ہوا اور کیوں ہوا۔ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا مصریوں نے محاصرہ کیا۔ تین دن یا زیادہ تک پانی نہ پہنچنے دیا۔ اور پھر گھر میں داخل ہو کر محمد ابن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور تیرہ دیگر آدمیوں نے انہیں نہایت بے دردی سے شہید کیا۔ آپ کی شہادت کے بعد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مہاجرین و انصار کے اتفاق رائے سے خلیفہ برحق مقرر ہوئے لیکن چند وجوہ کی بناء پر قاتلین عثمان غنی سے قصاص نہ لیا جا سکا۔ یہ خبریں شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کو پہنچیں انہوں نے پیغام بھیجا کہ خلیفۃ المسلمین کا خاص مدینہ شریف میں شہید کر دیا جانا بہت ہی اہم معاملہ ہے ازراہ کرم سب سے پہلے قاتلین پر قصاص جاری کیا جائے، لیکن کچھ مجبوریوں کی بنا پر قصاص نہ لیا جاسکا۔ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ معاذ اللہ دیدہ دانستہ قصاص لینے میں کوتاہی فرما رہے ہیں، اور اس قتل میں نعوذ باللہ منہ ان کا ہاتھ ہے بلکہ خود ان کے قاتلین کو پولیس یا فوج میں بھرتی کرلیا گیا ہے غرضکہ بیچ کے بعض مفسدوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات جانشین کر دی کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ دیدہ دانستہ قصاص جاری کرنے میں چشم پوشی فرما رہے ہیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے برابر قصاص کا مطالبہ رہا۔ ابھی تک نہ آپ کی خلافت کا انکار تھا نہ اپنی حکومت علیحدہ کرنے کا خیال۔ صرف خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ تھا۔

آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی کہ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ خلافت کے لائق نہیں، اور وہ خلافت کی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اتنے بڑے اہم خون کا قصاص نہ لیا جاسکا تو دیگر انتظامی امور کیا ادا ہوسکیں گے، اختلاف کی اصل بنیاد یہ تھی۔ باقی سارے اختلاف اسی جڑ کی شاخیں تھیں۔ دیگر تمام حضرات کی وجہ مخالفت بھی یہ ہی قتل عثمانی تھا اب صحابہ کرام کی تین جماعتیں ہوگئیں ایک وہ جو غیر جانبدار رہے کسی طرف سے جنگ میں شریک نہ ہوئے جیسے عبداللہ ابن عباس۔ عبد اللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن سلام وغیرہم بعض وہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف رہے، جیسے حضرت عائشہ حضرت طلحہ، حضرت زبیر۔ حضرت محمد ابن طلحہ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعض وہ جو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے معاون ہوئے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تمام حق پرست ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خیال تو کرو کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت علی کے خلاف اور حضرت عائشہ صدیقہ کے حقیقی بھائی حضرت عبدالرحمٰن حضرت علی کی فوج کے سپاہی تھے۔ خود حضرت علی کے بھائی

عقیل اس جنگ کے زمانہ میں غیر جانبدار رہے۔ اور حضرت علی کی اجازت سے امیر معاویہ کے گھر مہمان بن کر رہے۔ جس کے حوالے پہلے گزر چکے۔

اعتراض ۵:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان کے قصاص کے مطالبہ کا کیا حق تھا خون کا بدلہ ہر شخص تو نہیں مانگتا۔ صرف مقتول کے ولی کو حق ہے۔

جواب:۔ عثمان غنی خلیفۃ المسلمین تھے اور خلیفہ عام رعایا کا ولی ہوتا ہے بادشاہ اسلام کے خون کے قصاص کا مطالبہ ہر مسلمان کر سکتا ہے ورنہ پھر کسی بادشاہ کی جان بلکہ کسی حاکم کا خون بھی محفوظ نہ ہوگا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نسبی لحاظ سے بھی ولی تھے کیونکہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب ترین رشتہ دار تھے' اسلئے کہ امیہ ابن عبد شمس میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملتے ہیں' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب یہ ہے:۔

عثمان ابن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے امیہ میں مل جاتے ہیں۔

نیز حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے امیر المومنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قصاص عثمان کے مطالبہ کا حق ہے کیونکہ وہ ان کے ولی ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اگر آپ نے قصاص نہ لیا تو تمام ملک کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مالک ہو جائیں گے۔

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (بنی اسرائیل ۳۳)

اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے۔ تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے۔ ضرور اس کی مدد ہوگی

دیکھو عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس مطالبہ کی حمایت کی اور اس آیت سے استدلال فرمایا (کتاب تطہیر الجنان ص ۱۱۱)

اعتراض ۶:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنی حیات میں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ اس میں امیر معاویہ نے تین قصور کئے ایک یہ کہ خلیفہ کا انتخاب رائے عامہ سے ہونا چاہیئے انہوں نے خود کیوں اسے خلیفہ بنا دیا دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کرنا اسلامی قانون کے خلاف ہے' تیسرے فاسق و فاجر کمینے بیٹے کے ہاتھ میں حکومت کی ڈور دے دینا بڑا جرم ہے۔ کربلا کے تمام مظالم کی ذمہ داری امیر معاویہ پر ہے۔ جب فاسق و فاجر کو نماز کا امام نہیں بنا سکتے تو اسے امام المسلمین بنانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

ضروری نوٹ:۔ تعجب ہے کہ یہ اعتراض وہ شیعہ بھی کرتے ہیں جن کے نزدیک خلافت الٰہیہ موروثی جائیداد کی طرح صرف علی مرتضٰی کے خاندان کے بارہ افراد میں بطور میراث محدود ہے اور لطف یہ کہ اس موروثیت پر نہ کوئی قرآنی آیت گواہ نہ کوئی حدیث صرف اپنی ذاتی رائے ہے جب ان کی ذاتی رائے سے خلافت الٰہیہ موروثی جائیداد بن سکتی ہے تو امیر معاویہ بھی اپنا ولی عہد اپنے بیٹے کو کر سکتے ہیں۔

جواب:۔ یہ تینوں اعتراضات مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہیں۔ پہلے خلیفہ کا دوسرے کو اپنی زندگی میں خلیفہ کرنا درست ہے خلافت کے چند طریق ہیں رائے عامہ سے خلیفہ بننا جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت۔ پہلے خلیفہ کے انتخاب سے جیسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود اپنی حیات شریف میں آپ کو خلیفہ بنا گئے خاص اہل حل و عقد کے انتخاب سے جیسے خلافت عثمانی و مرتضوی اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس انتخاب کی وجہ سے قصوروار ہیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی یہ ہی اعتراض ہوگا۔

اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کرنا کسی آیت یا حدیث کی رو سے ممنوع نہیں اگر ممنوع ہے تو وہ آیت یا حدیث پیش کرو۔ آج عام طور پر صوفیاء مشائخ سلاطین اپنی اولاد کو گدی نشین اپنا جانشین بنا جاتے ہیں کیا ان مشائخ صوفیاء کرام کو فاسق و فاجر کہو گے غرضکہ اپنی اولاد کو اپنا جانشین کرنا کسی آیت و حدیث کی رو سے جرم نہیں۔ اس سے پہلے امام حسن حضرت علی کے خلیفہ بن چکے تھے۔ بیٹے کا خلیفہ بننا حضرت حسن سے شروع ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ مولیٰ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ (طٰہٰ ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲)

اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے یعنی میرے بھائی ہارون کو ان سے میری کمر مضبوط کر اور انہیں میرے کام میں شریک فرمادے۔

آپ کی یہ دعا قبول فرمائی گئی رب نے آپ پر ناراضی نہ فرمائی کہ تم اپنوں کے لئے کوشش کیوں کرتے ہو۔

زکریا علیہ السلام نے رب العالمین سے فرزند مانگا اور دعا کی کہ وہ میرا بیٹا میرا جانشین ہو۔ یہ دعا قبول ہوئی رب فرماتا ہے۔

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ (مریم ۵، ۶)

پس مجھے اپنی طرف سے ایک وارث دے جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

غرضکہ اپنے فرزند اپنے بھائی اپنے اہل قرابت کو اپنا نائب کرنا نہ حرام ہے نہ مکروہ بلکہ اس کی کوشش کرنا اس کی دعا کرنا انبیاء سے ثابت ہے۔

کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ امیر معاویہ کی حیات میں یزید فاسق و فاجر تھا اور امیر معاویہ نے اس کو فاسق و فاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین کیا۔ یزید کا فسق و فجور امیر معاویہ کے بعد ظاہر ہوا آئندہ کا فسق فی الحال فاسق نہ بنائے گا۔

دیکھو رب تعالیٰ نے شیطان کو اس کے کفر ظاہر ہونے کے بعد جنت اور جماعت ملائکہ سے نکالا اس سے پہلے اسے ہر جگہ رہنے کی اجازت دی گئی اس کی عظمت و حرمت فرمائی گئی جب شیطان کفر و عناد کے ظاہر ہونے سے پہلے کافر قرار نہ دیا گیا تو یزید فسق و فجور کے ظہور سے پہلے کیسے فاسق و فاجر کے زمرے میں آ سکتا ہے اور امیر معاویہ کیسے موردِ الزام بن سکتے ہیں۔

اور اگر کوئی روایت ایسی مل بھی جاوے جس سے معلوم ہو کہ امیر معاویہ نے یزید کے فسق و فجور سے خبردار ہوتے ہوئے اسے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تو وہ روایت جھوٹی ہے اور راوی یا شیعہ ہے یا کوئی اور دشمن اصحاب جو روایت امیر معاویہ یا کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ مردود ہے کیونکہ قرآن کے خلاف ہے تمام صحابہ بحکم قرآنی متقی ہیں۔

یہ تمام گفتگو اس صورت میں ہے کہ ہم امیر معاویہ کا یزید کو خلیفہ بنانا مان لیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی روایات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کے لئے لوگوں سے بیعت لینے کی کوشش کی خبر نہیں کہ یہ روایات بھی کہاں تک درست ہیں اگر یزید باقاعدہ خلیفہ پہلے ہی بن چکا ہوتا تو امیر معاویہ کی وفات کے بعد اپنی بیعت کے لئے کیوں کوشش کرتا اور پھر بیعت کے جھگڑے اب کیوں پیدا ہوتے لہٰذا یہ اعتراض اصل سے ہی غلط ہے۔

ضروری نوٹ:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے موقعہ پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سادہ کاغذ بھیج دیا تھا کہ آپ جو شرط چاہیں لکھ لیں مجھے منظور ہے (کتب السیر۔ صواعق محرقہ۔ کتاب الناہیہ) شرائط صلح میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد امام حسن خلیفہ ہوں گے جسے امیر معاویہ نے قبول کرلیا تھا۔ (کتاب الناہیہ وصواعق) بخاری شریف میں بروایت حسن بصری ہے کہ امام حسن بیشمار لشکر لے کر امیر معاویہ کے مقابلہ میں آئے امیر معاویہ نے عمرو ابن عاص سے کہا کہ ان دونوں لشکروں میں سے جو بھی جسے قتل کرے مسلمان ہی شہید ہوں گے ان کی بیوی بچے ہم کو ہی سنبھالنے پڑیں گے۔ کوئی صورت ہو کہ صلح ہو جائے' چنانچہ امیر معاویہ نے عبد الرحمٰن ابن سمرہ اور عبد الرحمٰن ابن عامر قرشی کو صلح کے لئے بھیجا انہیں اپنا مختار عام کردیا۔ امام حسن نے جو بھی شرط پیش کی ان دونوں بزرگوں نے کہا ہم کو منظور ہے آخر صلح ہوگئی الخ۔ یہ صلح ماہ ربیع الاول ۴۱ھ میں ہوئی۔ اس صلح کے بعد امام حسن کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے امام حسن سے کہا کہ اے مسلمان کے ذلیل کرنے والے۔ امام حسن نے فرمایا

کہ میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا نہیں بلکہ ان کی عزت و جان و مال محفوظ کرنے والا ہوں میں نے اپنے والد علی مرتضٰی کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر معاویہ کی امارت کو برا نہ سمجھو۔ کیونکہ میرے بعد امیر معاویہ مستقل امیر ہو جائینگے اور امیر معاویہ کے بعد ایسے فتنہ ہوں گے کہ تم سروں کو نیزوں پر دیکھو گے۔ (کتاب الناہیہ) پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں ہی آخر دم تک مقیم رہے (صواعق) اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کمال علم معلوم ہوا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہو کر رہا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر امیر معاویہ کی وفات کے وقت امام حسن زندہ ہوتے تو وہ ہی خلیفہ مستقل ہوتے نیز اگر امیر معاویہ کو یزید کا ہی خلیفہ بنانا مقصود تھا تو یہ شرط ہرگز قبول نہ فرماتے۔ اور اگر امیر معاویہ اہلبیت کے دشمن ہوتے تو امام حسن کی خلافت پر اپنے بعد کبھی راضی نہ ہوتے' علامہ ابو اسحاق نے اپنی کتاب نور العین فی مشہد الحسین میں مبادیات شہادت میں لکھا کہ امیر معاویہ نے امام حسین کو حاکم مدینہ مقرر فرمایا پھر آپ کو تمام شاہی خزانہ کا مہتمم و مالک بنا دیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد امیر معاویہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ دمشق لے گئے مع تمام اولاد کے اور وہاں آپ کو ہی سلطنت کا مختار عام بنایا۔

اسی کتاب نور العین فی مشہد الحسین میں امیر معاویہ کی وصیتیں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیں جن میں سے کچھ کا ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔

جب امیر معاویہ کا وقت وفات قریب آیا تو یزید نے پوچھا کہ ابا جان آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا تو آپ نے کہا کہ خلیفہ تو تو ہی بنے گا۔ مگر جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سن۔ کوئی کام امام حسین کے مشورہ کے بغیر نہ کرنا (یعنی وہ تیرے وزیر اعظم ہیں) انہیں کھلائے بغیر نہ کھانا انہیں پلائے بغیر نہ پینا سب سے پہلے ان پر خرچ کرنا پھر کسی اور پر پہلے انہیں پہنانا پھر خود پہننا۔ میں تجھے امام حسین ان کے گھر والوں ان کے کنبے بلکہ سارے بنی ہاشم کے لیئے اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

اے بیٹے: خلافت میں ہمارا حق نہیں وہ امام حسین ان کے والد اور ان کے اہلبیت کا حق ہے تو چند روز خلیفہ رہنا پھر جب امام حسین پورے کمال کو پہنچ جاویں تو پھر وہ ہی خلیفہ ہوں گے یا جسے وہ چاہیں تا کہ خلافت اپنی جگہ پہنچ جائے۔ ہم سب امام حسین اور ان کے نانا کے غلام ہیں انہیں ناراض نہ کرنا ورنہ تجھ پر اللہ رسول ناراض ہوں گے اور پھر تیری شفاعت کون کرے گا۔

یہ وصیت نامہ بہت دراز ہے۔ اب غور کیجیئے کہ دیگر تواریخ کیا کہہ رہی ہیں اور یہ تاریخ کیا بتارہی ہے۔

اعتراض ۷:۔ امیر معاویہ نے امام حسن کو زہر دلوایا جس سے آپ کی شہادت ہوئی یہ کام بھی یزید کی خلافت کے لئے کیا گیا۔

جواب:۔ جی ہاں آپ کو بذریعہ وحی یہ غیب کا علم ہو گیا ہوگا وہ بھی چودہ سو برس کے بعد یا آپ عالم غیب سے دیکھ رہے ہوں گے خود اس زمانہ میں تو امام حسین رضی اللہ عنہ تک کو زہر دینے والے کا پتہ نہ لگ سکا اس لئے آپ کسی کو سزا نہ دے سکے بلکہ جب امام حسین نے امام حسن سے دریافت فرمایا تو امام حسن نے جواب دیا کہ جس کے متعلق میرا خیال ہے اگر اس نے مجھے زہر دیا ہے تو اللہ اس کو سزا دے گا۔ اور اگر وہ نہیں ہے تو تم کیوں کسی کو بے قصور سزا دو۔ اب کہیئے آپ کو کونسا الہام ہو گیا اسی کا نام بدگمانی ہے جو سخت جرم ہے، رب فرماتا ہے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (حجرات ۱۲) جب مسلمان پر بدگمانی گناہ ہے تو صحابی رسول پر بدگمانی بدترین گناہ۔

اعتراض ۸:۔ امیر معاویہ حضرت علی کو گالیاں دیتے بھی تھے اور لوگوں سے گالیاں دلواتے تھے چنانچہ مسلم شریف میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت ہے کہ مجھ سے امیر معاویہ نے ایک دفعہ کہا مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا تُرَاب۔ تم علی کو گالی کیوں نہیں دیتے حضرت سعد نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حضرت علی کے متعلق تین باتیں سنی ہیں میں کبھی انہیں گالی نہ دوں گا۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی سے فرمایا تم میرے

لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے حضرت ہارون دوسرے یہ کہ حضور نے خیبر کے دن فرمایا کہ میں اسے جھنڈا دوں گا جو اللہ و رسول کو پیارا ہے اور اللہ و رسول اسے پیارے ہیں تیسرے یہ کہ جب مباہلہ کی آیت اتری تو حضور علی، فاطمہ، حسن و حسین کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

اور ظاہر ہے کہ اہلبیت کو گالیاں دینا بھی فسق ہے اور گالی دلوانا بھی فسق لہٰذا امیر معاویہ فاسق ہیں۔

جواب:۔ آپ نے حدیث کو صحیح سمجھا نہیں، عربی زبان میں سَبٌّ صرف گالی کو نہیں کہتے بلکہ برا کہنے کو بھی سب کہتے ہیں رب فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام ۱۰۸)

تم انہیں برا نہ کہو جن کی یہ مشرکین خدا کے سوا پوجا کرتے ہیں ورنہ یہ خدا کو بے علم برا کہیں گے۔

یہاں سَبٌّ کے معنی گالیاں نہیں کیونکہ صحابہ کرام فحش گالی نہیں دیا کرتے تھے بہت بڑے مہذب بزرگ تھے، یہاں سَبٌّ کے معنیٰ برا کہنا ہے۔ سرکار فرماتے ہیں

فَاَیُّ مُسْلِمٍ لَعَنْتُہٗ اَوْ سَبَبْتُہٗ فَاجْعَلْ لَہٗ زَکٰوۃً وَّرَحْمَۃً.

پس جس مسلمان کو میں لعنت کروں یا برا کہوں تو اسکے لئے پاکی اور رحمت بنا دے

یہاں سَبٌّ کے معنیٰ گالی دینا نہیں کیونکہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر کبھی گالی نہ آئی نہ آ سکتی تھی۔ امیر معاویہ نے حضرت سعد کو سیدنا علی کو گالی دینے کا حکم نہ دیا بلکہ وجہ پوچھی کہ تم علی مرتضیٰ کی کوئی غلطی یا خطا کیوں نہیں بیان کرتے اور منشا یہ تھا کہ حضرت سعد حضرت علی کے فضائل بیان کریں اور حضرت علی کو برا کہنے والے لوگ سنیں اور آئندہ اس برا کہنے سے باز رہیں۔ اسی لئے حضرت سعد نے جب حضرت علی کے فضائل بیان کئے تو امیر معاویہ خاموش رہے۔ اگر برا کہلوانا مقصود ہوتا تو کچھ عیوب سچے جھوٹے بنا کر

آپ ہی بیان کر دیتے۔ مگر ایسا نہ کیا۔ صحابہ کرام کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیئے' اور اس قسم کی روایات میں تاویل کرنا چاہیئے اگر آیات و احادیث کے ظاہری معنی ہر جگہ کیے جائیں تو ہزار ہا اعتراضات خود اللہ تعالیٰ پر اور تمام پیغمبروں پر ایسے وارد ہوں گے کہ مسلمان کے ایمان کا ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب قہر کبریا بر منکرین عصمت انبیاء (جاء الحق) میں دیکھو۔

اعتراض ۹:۔ امیر معاویہ کو حضور نے بد دعا دی۔ چنانچہ مسلم شریف میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور نے حکم دیا کہ معاویہ کو بلاؤ میں بلانے گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے' میں نے آ کر یہ عرض کر دیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ معاویہ کو بلاؤ جب میں گیا تو وہ کھانا ہی کھا رہے تھے' میں نے عرض کیا حضور وہ کھانا کھا رہے ہیں تو فرمایا **لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ** اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے اور حضور کی دعا بھی قبول ہے اور بد دعا بھی امیر معاویہ کو حضور کی بد دعا لگی ہے۔

جواب:۔ معترض نے اس حدیث کے سمجھنے میں غلطی کی کم از کم یہ ہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اخلاق مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گالیاں دینے والوں پتھر مارنے والوں کو بھی بد دعا نہیں دیتے وہ محبوب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقعہ پر امیر معاویہ کو بلا قصور کیوں بد دعا دیتے کھانا دیر تک کھانا نہ شرعی جرم ہے نہ قانونی پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور سے واقعہ عرض کر دیا۔ پھر امیر معاویہ کا نہ قصور نہ خطا اور حضور یہ بد دعا دیں یہ ناممکن ہے' اتنا غور کر لینے سے ہی اعتراض کرنے کی جرات نہ ہوتی۔

اب اپنے اعتراض کا جواب سنو محاورہ عرب میں اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقع پر بھی بولے جاتے ہیں ان سے بد دعا مقصود نہیں ہوتی رب کریم فرماتا ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (۲۲ احزاب ۷۲)

ہم نے امانت کو آسمان اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا بیشک انسان ظالم و جاہل ہے۔

کہئے انسان نے امانت الٰہیہ کا وہ بوجھ اٹھایا جسے آسمان و زمین اور پہاڑ نہ اٹھا سکے اور رب نے انسان کو ظالم و جاہل کا خطاب دیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں یہ کلمات غضب کے لئے نہیں بلکہ کرم کیلئے ارشاد ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر کو ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ کسی سے سرکار نے فرمایا ثکلتک اُمُّکَ تجھے تیری ماں روئے کسی کے لئے فرمایا قَاتَلَہُ اللّٰہ اسے خدا غارت کرے اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے متعلق جب حج میں پتہ لگا کہ انہیں ماہواری آ گئی ہے وہ طواف وداع نہیں کرسکتیں تو فرمایا۔ عَقْرٰی. حَلْقٰی ۔منڈی۔ بانجھ وغیرہ ان سب موقع پر اظہار پیار ہے۔ نہ کہ بددعا۔ جیسے ہماری اردو میں بھی بچوں کو پیار میں کہہ دیتے ہیں۔ ارے پاگل۔ اے تو مر جائے۔ اے تجھے موت کو دے دوں۔ پنجاب میں بچوں سے پیار میں کہتے ہیں۔ "اے رُڑ جانیے۔ اے اُڈ پُڈ جانیے" ایسے ہی یہ ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ حضور نے امیر معاویہ کو بددعا ہی دی تو بھی یہ بددعا امیر معاویہ کے لئے دعا بن کر لگی۔ اسی دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہ کو اتنا بھرا اور اتنا مال دیا کہ انہوں نے سینکڑوں کا پیٹ بھر دیا۔ ایک ایک شخص کو بات بات پر لاکھوں روپیہ انعام دیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے عہد لے لیا تھا کہ مولیٰ اگر میں کسی مسلمان کو بلا وجہ لعنت یا بددعا کر دوں تو اُسے رحمت، اجر اور پاکی کا ذریعہ بنا دینا۔ یہ حدیث مسلم شریف نے حضرت عائشہ صدیقہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے مولیٰ جس کسی کو برا کہہ دوں تو قیامت میں اس کے لئے اس بددعا کو قرب کا ذریعہ بنا۔

اعتراض ۱۰:۔ امیر معاویہ اور یزید میں کیا فرق ہے جو یزید نے کیا۔ وہ امیر معاویہ نے کیا۔ گھر ایک خاندان ایک۔ کام ایک۔ یزید نے بھی اہلبیت کو ستایا اور امیر معاویہ نے بھی تم یزید کو مردود اور پلید کہتے ہو امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ یا تو یزید کی بھی تعظیم کرو یا امیر معاویہ کی بھی مخالفت۔

جواب:۔ یہ فرق تو امام الشہداء شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ اس جناب نے امیر معاویہ کے ہاتھ میں دے دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن یزید کے مقابلہ میں سر دیدیا۔ ہاتھ نہ دیا حالانکہ امیر معاویہ کے مقابلہ کے موقعہ پر بہت بڑا لشکر جرار آپ کے ہمراہ تھا اور یزید کے مقابلہ کے موقعہ پر مسافرت بے کسی۔ بے یاری تھی اتنی مجبوریوں کے باوجود اس مردود سے صلح نہ فرمائی اسی فرق کے ہم قائل ہیں۔ اور اگر ہم سے ہی پوچھنا ہے تو سنو:۔

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ یزید پلید صرف اپنی حکومت اور تخت و تاج کی خاطر ہوائے نفس کے لئے اہل بیت اطہار کے مقابل آیا۔ شرعی قانون کے لحاظ سے اسے خلیفہ بنانا جائز نہ تھا کیونکہ فاسق و فاجر تھا اور امیر معاویہ کی یہ مخالفت ایک شرعی مسئلہ کے متعلق غلط فہمی کی بنا پر تھی۔ اور آپ شرعی حیثیت سے مسلمانوں کے امیر بن سکتے تھے۔ کیونکہ وہ صحابی رسول متقی، عادل، ثقہ تھے یزید کے مقابلہ میں امام کو شرعی مجبوری تھی یہاں نہ تھی۔ لہٰذا فرق ظاہر ہے۔

جیسے برادران یوسف علیہ السلام اور قابیل کہ ان دونوں نے اپنے بھائی کو ستایا۔ والد کو دکھ پہنچایا۔ مگر برادران یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کا قرب حاصل کرنے کے لئے کہ جب یوسف علیہ السلام یہاں نہ رہیں گے۔ تو پھر آپ لامحالہ ہم سے ہی محبت فرمائیں گے۔ اور قابیل نے خواہش نفسانی کے ماتحت اقلیما لڑکی حاصل کرنے کیلئے۔ کام قریباً یکساں تھے۔ مگر نیت وارادے میں فرق ہونیکی وجہ سے بردران یوسف علیہ السلام محبوب رہے اور قابیل مردود مصرع۔ گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

اعتراض ۱۱:۔ ہم امیر معاویہ کو صحابی رسول نہیں مانتے۔ کیونکہ صحابی میں شرط یہ ہے کہ وہ آخر دم تک ایمان پر قائم رہیں امیر معاویہؓ مرتد ہو گئے تھے۔(نعوذ باللہ) کیونکہ اہلبیت کی توہین وعداوت کفر ہے لہٰذا امیر معاویہ صحابی نہیں اور نہ ان پر صحابہ کرام کے فضائل کی آیات واحادیث چسپاں ہو سکتی ہیں اور نہ انہیں متقی۔ عادل۔ ثقہ وغیرہ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام صفات صحابیت پر موقوف تھے۔

جواب:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کے انکار سے تم اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کیونکہ اب سوال یہ ہوگا۔ کہ شریعت میں مرتد کا حکم قتل ہے اور اگر مرتد کو قوت حاصل ہے تو اس کا حکم جنگ ہے۔ یہاں تک کہ یا وہ مارے جاویں یا اسلام لے آدیں۔ مرتد کا مال غنیمت ہوگا۔ مرتد کے قیدی لونڈی غلام بنائے جائیں گے۔ مرتد سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ مرتد سے صلح ہو نہیں سکتی۔ مرتد کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہو سکتی۔

مسیلمہ کذاب مرتد نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ بنا دیں تو میں دعویٰ نبوت چھوڑ دوں سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ تر مسواک بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا۔ خلافت کیسی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ پر بلا دغدغہ لشکر کشی فرمائی جب وہ بغیر لڑے بھڑے فوراً تائب ہوئے تب چھوڑا۔ پھر انہیں خلیفۃ المسلمین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب مرتد پر حملہ کیا بڑے معرکہ کا رن پڑا بہت مسلمان شہید ہوئے اور آخر کار مسیلمہ جہنم میں پہنچا۔ مسیلمہ کا مال غنیمت میں تقسیم ہوا۔ اوران کے قیدی لونڈی غلام بنائے گئے چنانچہ خولہ بنت جعفر حنفیہ جو اسی جنگ میں گرفتار ہو کر آئی تھیں علی مرتضیٰ کو لونڈی بنا کر دی گئیں جن کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے۔ ابو بکر صدیق نے ان مرتدین سے صلح فرمانے کا خیال بھی نہ فرمایا۔ قرآن کریم نے اسی جنگ صدیقی کی پیشگوئی اس طرح فرمائی تھی۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (فتح ۱۶)

فرما دیجیئے پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہ عنقریب تم سخت جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے جنگ کرو یا وہ اسلام لے آویں پس اگر تم نے اطاعت کی تو تم کو اللہ اچھا ثواب دے گا اور اگر تم نے ایسے ہی روگردانی کی جیسی اس سے پہلے کی تھی تو تم کو دردناک عذاب دیگا۔

اس آیت سے تین مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ خلافت صدیقی برحق ہے اور اس دورِ خلافت میں ان مرتدین سے یہ جنگ برحق ہے' دوسرے یہ کہ مرتد سے جزیہ لینا۔ صلح کرنا وغیرہ ناممکن ہے صرف جنگ یا اسلام۔ تیسرے یہ کہ ابوبکر صدیق کی اطاعت فرض ہے اور ان سے روگردانی کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے'

خیال رہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی جبکہ خیبر بھی فتح ہو چکا تھا اس آیت کے نزول کے بعد حضور نے صرف جنگ حنین کی مگر اس میں مُخَلَّفِيْن کو شرکت کی دعوت نہیں دی گئی۔ لہٰذا اس آیت میں جنگ یمامہ ہی مراد ہے جو صدیق اکبر کے زمانہ میں واقع ہوئی اور وہ لوگ مرتدین تھے اس لئے حکم ہوا تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ان سے یہاں تک جنگ کرو کہ وہ دوبارہ اسلام قبول کرلیں۔ نہ صلح کا ذکر نہ جزیہ کا بہرحال مرتدین کا حکم صرف قتال یا اسلام ہے۔

امیر معاویہ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جنگ کی۔ مگر ان کے مال پر قبضہ نہ کیا ان کو قیدی نہ بنایا بلکہ حکم دیا تھا کہ امیر معاویہ کا کوئی سپاہی بھاگ جائے تو اس کا پیچھا نہ کرو۔ ان کے مال پر قبضہ نہ کیا۔ ان کے سپاہیوں کو غلام یا قیدی نہ بنایا۔ انکے ساتھ خوارج یا کفار کا سا سلوک نہ کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے پھر اس پر صلح فرمائی کہ خلافت سے بالکل ہی دست بردار ہو گئے اور تمام ممالک اسلامیہ کے امیر معاویہ واحد خلیفہ ہو گئے۔ امام حسن امام حسین تمام اہلبیت اطہار ازواج مطہرات تمام صحابہ کرام نے امیر معاویہ کی

بیعت قبول کرلی۔

کہو کیا ان حضرات کو قرآن کے اس حکم کا انکار تھا کیا ان بزرگوں کے سامنے نبی کریم ﷺ کا معاملہ مسیلمہ کذاب سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا برتاوا مسیلمہ والوں سے موجود نہ تھا۔ بتاؤ پھر قرآن کے انکار اور حضور کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جنگ صفین وغیرہ بغاوت کی جنگ تھی ارتداد کی جنگ نہ تھی۔ ذرا ہوش کرو امیر معاویہ کی دشمنی میں اہلبیت سے دشمنی نہ کرو۔ اپنا ایمان سنبھالو۔

اعتراض ۱۲:۔ بعض محدثین نے کہا کہ حدیث میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی فضیلت ثابت نہیں چنانچہ علامہ شیخ مجد شیرازی نے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسکی تصریح کی ہے امام بخاری نے دیگر صحابہ کرام کے متعلق فرمایا مناقب فلاں یا فضل فلاں مگر امیر معاویہ کے متعلق فرمایا ذکر معاویہ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ کی کوئی فضیلت ثابت نہیں۔

جواب:۔ ہم پہلے باب میں امیر معاویہ کے فضائل کی احادیث ترمذی شریف مسند امام احمد ابن حنبل وغیرہ معتبر کتب احادیث سے بیان کرچکے ہیں ممکن ہے شیخ مجد یا حضرت شیخ محدث دہلوی قدس سرہ کو یہ روایات نہ ملی ہوں کسی محدث کا حدیث سے بے خبر رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث موجود ہی نہ ہو۔

امام بخاری نے سیدنا اسامہ ابن زید۔ عبداللہ ابن سلام۔ جبیر ابن مطعم وغیرہ ہم جلیلۃ الشان صحابہ کے مناقب کے باب باندھے تو یہ ہی فرمایا باب ذکر فلاں یہ عبارت کا تفنن ہے کہ کہیں فضائل فرمادیا اور کہیں ذکر فرمایا نیز ذکر سے مراد ذکر بالخیر ہے۔ ذکر بالخیر بھی فضیلت ہی ہوتی ہے۔

اعتراض ۱۳:۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ عمار کو جماعت باغیہ قتل کرے گی۔ عمار انہیں جنت کی طرف بلاتے ہوں گے مگر وہ جماعت عمار کو دوزخ کی طرف بلائے گی۔ اس جنگ صفین میں حضرت عمار، علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور لشکر امیر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے معلوم ہوا کہ حضرت علی اور ان کے ہمراہی جنتی ہیں اور امیر معاویہ اور ان کے ہمراہی

دوزخی۔

جواب:۔ واقعی امیر معاویہ اوران کے تمام ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں باغی تھے۔حضرت علی امام برحق خلیفہ مطلق تھے ہرسنی کا یہ ہی عقیدہ ہے جو شخص غلطی میں مبتلا ہوکر امام برحق کا مقابلہ کرے وہ باغی ہے انشاء اللہ اس کی معافی ہوجائے گی لیکن جو امام برحق کی کی حقانیت جانتا ہو پھر امام برحق کے مقابل آجائے یا مقابلین کے ساتھ مل جائے وہ خارجی ہے اور خارجی دوزخی۔حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کی حقانیت پر یقین تھا۔ اب اگر وہ اس یقین کے باوجود امیر معاویہ کیساتھ ہوتے تو وہ باغی نہ ہوتے بلکہ خارجی ہوتے اور خارجی جہنمی ہیں۔ورنہ بتاؤ کہ حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت محمد ابن طلحہ جو تمام مبشرین میں داخل ہیں یقیناً جنتی ہیں۔مگر وہ حضرات بھی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوئے اور شہید ہوئے۔

اگر حنفی حنفی ہوتے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے تو اس کی نماز لوٹانے کے قابل ہے اور اگر شافعی یہ ہی کرے تو اسکی نماز درست ہے فرق یہ ہی ہے۔کہ حنفی نے سورۂ فاتحہ پڑھی اسے ناجائز سمجھتے ہوئے لہذا مجرم ہوا۔شافعی نے سورۃ فاتحہ پڑھی اسے واجب سمجھتے ہوئے لہذا اسکی نماز درست ہوئی۔تمام اجتہادی مسائل کا یہی حکم ہے جسے جنگل میں سمت قبلہ معلوم نہ ہو وہ غور وخوض کر کے اپنی رائے پر عمل کر کے نماز پڑھے۔اسکی نماز درست ہے اگرچہ غیر قبلہ کی طرف پڑھی ہو لیکن جو اپنی رائے کے خلاف نماز پڑھے اس کی نماز فاسد ہے۔اگرچہ صحیح قبلہ کیطرف ہی پڑھی ہو۔

اعتراض ۱۴:۔ ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر یزید مردود کو لئے جارہے تھے تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمی پر جہنمی جارہا ہے معلوم ہوا کہ یزید بھی دوزخی ہے اور امیر معاویہ بھی (نعوذ باللہ)

جواب:۔ ماشاء اللہ یہ ہے آپ کی تاریخی دانی اور یہ ہے تواریخ کا حال جناب یزید پلید کی پیدائش خلافت عثمانی میں ہوئی دیکھو جامع ابن اثیر اور کتاب الناہیہ وغیرہ۔حضور کے

زمانہ شریف میں یزید امیر معاویہ کے کندھے پر کیا عالم ارواح سے کود کر آ گیا لاحول ولا قوۃ۔

لطیفہ:۔ عام لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان ابن حکم کو مدینہ سے طائف نکل جانے کا حکم دیا اور عثمان غنی نے اپنے عہد خلافت میں مروان کو مدینہ شریف واپس آنے کی اجازت دے دی لہذا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور کی مخالفت کی۔

ان بھلے آدمیوں کو یہ خبر نہیں کہ مروان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت چار برس کچھ ماہ کا تھا۔ کیونکہ اس کی پیدائش غزوہ خندق کے سال ہوئی پھر اس کے نکالے جانے کے کیا معنیٰ۔ اس کے باپ حکم کو نکالا گیا یہ اس کے ساتھ گیا۔ اس لئے مروان صحابی نہیں۔ حکم نے عہد عثمان میں اس جرم سے توبہ کر لی جس کی وجہ سے اسے نکالا گیا توبہ کے بعد تو کافر پر بھی مومن کے احکام جاری ہو جاتے ہیں غرضیکہ بغض صحابہ عجیب تماشہ دکھاتا ہے۔

اعتراض ۱۵:۔ ترمذی شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ ثقیف۔ بنی حنفیہ، بنی امیہ اور امیر معاویہ بنی امیہ میں سے ہیں تو یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہوئے۔

جواب:۔ اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بھی بنی امیہ میں سے ہیں تو اگر معاذ اللہ قبیلہ بنی امیہ کا ہر فرد بشر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہو تو ان حضرات کے متعلق کیا کہو گے حضرت عثمان غنی جلیل القدر عظیم الشان صحابی اور دو صاحبزادیاں حضور کی آپ کے نکاح میں آئیں کسی شخص کو کبھی پیغمبر کی دو صاحبزادیاں نکاح میں میسر نہ ہوئیں۔ اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ اور عمر ابن عبد العزیز جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ جن کی عظمت پر دنیائے اسلام متفق ہے۔ جواب تحقیقی یہ ہے کہ کسی قبیلہ یا کسی شہر کے ناپسند ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کا ہر فرد بشر ناپسندیدہ ہے اور کسی شہر یا قبیلہ کے محبوب ہونے کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ اس کا ہر فرد بشر محبوب ہے حضور کو مکہ مکرمہ پیارا تھا تو یہ مطلب نہیں کہ ابوجہل ابو

لہب وغیرہ کفار مکہ بھی حضور کو پیارے تھے یا حضور کو مدینہ منورہ محبوب تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مدینہ کے سارے منافق عبداللہ ابن ابی وغیرہ بھی محبوب تھے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نجد کا علاقہ ناپسند تھا۔ کہ اس کے لئے دعا نہ فرمائی تو یہ مطلب نہیں کہ علاقہ نجد کے مخلص مومن بھی مبغوض تھے۔

چونکہ ان تینوں قبیلوں میں بعض بڑے مفسد پیدا ہوئے ان کی وجہ سے اس قبیلہ کو ناپسندگی کا تمغہ ملا۔ چنانچہ قبیلہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید اور حجاج ابن یوسف جیسے ظالم ہوئے۔ قبیلہ بنی حنفیہ میں مسلیمہ کذاب اور اس کے متبعین مرتدین ہوئے۔ بنی امیہ میں یزید پلید اور عبیداللہ ابن زیاد جیسے فاسق۔ فاجر۔ ظالم۔ مردود ہوئے۔ چونکہ یہ لوگ مبغوض بارگاہ اور مردود تھے اور ان قبیلوں میں تھے اس لیے ان قبائل کو ناپسند فرمایا اسی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو ترمذی شریف میں اسی جگہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک مہلک ہوگا۔ چنانچہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہوا اور مہلک ظالم حجاج ابن یوسف ہوا۔

آج ہم ایک خواجہ غریب نواز کی وجہ سے اجمیر کو اجمیر شریف کہتے ہیں۔ اور بعض بے وفاؤں کی وجہ سے کوفہ کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اجمیر شریف کے ہندو بھی اشرف ہوں اور کوفہ کے ابراہیم علیہ السلام یا نوح علیہ السلام یا حضرت علی مرتضیٰ پر زبان طعنہ دراز کی جائے۔ غرضیکہ یہ اعتراض بہت لچر اور پوچ ہے۔

اعتراض ۱۶:۔ حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک ہوگی۔ پھر ملوکیت ہوگی۔ (ترمذی، احمد، ابوداؤد) یہ تیس سال امام حسن پر پورے ہوگئے چنانچہ صدیق اکبر کی خلافت قریباً دو سال۔ عمر فاروق کی دس سال۔ عثمان غنی کی بارہ سال۔ حضرت علی کی قریباً چھ سال۔ بقیہ چھ ماہ امام حسن نے پورے فرمائے اس سے معلوم ہوا۔ کہ امیر معاویہ کی خلافت برحق نہیں۔

جواب:۔ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے ہیں کہ خلافت کبھی تو خلافت راشدہ کو کہتے ہیں جو

علیٰ منہاج النبوت ہو۔اور کبھی مطلق، سلطنت اور حکومت کو کہتے ہیں۔ یہ ہی خلیفہ کا حال بھی ہے۔اس حدیث میں خلافت سے مراد خلافت راشدہ ہے،ہم سب اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال تھی جو حضرت امام حسن پر پوری ہو گئی پھر امیر معاویہ اسلام کے پہلے سلطان ہوئے اور قیامت تک تمام سلاطینِ اسلام سلطان ہی ہوں گے۔کوئی خلیفہ راشد نہ ہوگا۔اور دوسرے معنی سے یہ اسلامی سلطان خلیفہ ہے جیسے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ بارہ خلفاء تک اسلام عزیز رہے گا۔تمہارا یہ اعتراض تب ہو سکتا تھا جب،ہم امیر معاویہ کو خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہوتے۔لہٰذا یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں۔

اعتراض ۱۷:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم معاویہ کو میرے ممبر پر دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔اس حدیث کو امام ذہبی نے نقل کیا اور صحیح بتایا۔اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ لائق گردن زدنی تھے۔

جواب:۔ اس کا جواب اس کے سوا کیا دیا جائے کہ **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ** کسی جھوٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا اور امام ذہبی پر افترا کیا سرکار فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر دیدہ دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔خدا کا خوف چاہئے امام ذہبی نے تردید کے لئے یہ حدیث اپنی تاریخ میں نقل فرمائی۔اور وہاں ساتھ ہی فرما دیا کہ یہ موضوع یعنی گھڑی ہوئی ہے۔اس کی کوئی اصل نہیں۔

سوچنے کی بات ہے۔کہ حضور کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔خود ہی اپنے زمانہ میں قتل کرا دیا ہوتا۔پھر تمام صحابہ اور تابعین اور اہل بیعت نے یہ حدیث سنی مگر عمل کسی نے نہ کیا۔ بلکہ امام حسن نے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کر کے ان کے لئے منبر رسول کو بالکل خالی کر دیا اور عبد اللہ ابن عباس نے امیر معاویہ کے علم و عمل کی تعریفیں فرمائیں انہیں مجتہد فی الدین قرار دیا انہیں کسی کو یہ حدیث نہ پہنچی چودہ سو برس کے بعد تمہیں پہنچ گئی۔

خاتمہ

آخر میں ہم اپنے سنی بھائیوں کی خدمت میں چند ہدایات عرض کرتے ہیں۔ اگر ان کا خیال رکھا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ دولت ایمان محفوظ رہے گی۔ اس زمانہ میں بہت خوش نصیب وہ ہے جو دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔

پہلی ہدایت:۔ ایمان کے لئے محبت اہل بیت اطہار اور اطاعت صحابہ کبار ایسی ہی ضروری ہے جیسے پرندے کے لئے دو بازو یا گاڑی کے لئے دو پہیے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک سے محروم رہا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے سارے صحابہ تارے ہیں۔ جن کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اور فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے اہلبیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے علیحدہ رہا ڈوب گیا۔ جیسے سمندر میں سفر کرنے والے کو جہاز کی بھی ضرورت ہے اور قطب نما تارے وغیرہ کی بھی۔ ایسے ہی مسافر آخرت کو اہل بیت کی کشتی اور صحابہ تاروں دونوں کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ اہلسنت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہلبیت کی کشتی پر سوار ہیں۔ اور صحابہ کے تابعدار ہیں رَبَّنَا اُرْزُقْنَا الْخَاتِمَۃَ عَلٰی سُنَّتِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

دوسری ہدایت:۔ اہل بیت کی محبت اور صحابہ کرام کی اطاعت کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے سارے اہل بیت سے محبت کرے اور سارے صحابہ کرام سے عقیدت رکھے۔ یاد رکھو۔ کہ ان دو مقدس جماعتوں میں سے ایک سے دشمنی در پردہ سب سے دشمنی ہے جیسے کہ سارے پیغمبروں پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایک کا انکار گویا سب کا انکار ہے۔ مومن ہونے کے لئے سب کو ماننا ضروری ہے ایسے ہی ایمان کے لئے حضور کے سارے صحابہ و اہلبیت پر قربان ہونا لازم ہے۔ جو کوئی کہے کہ میں اہلبیت اطہار میں حضور کی چار صاجزادیوں میں سے صرف ایک صاجزادی فاطمۃ الزہرا کو مانتا ہوں۔ نو ازواج پاک میں سے صرف ایک بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو مانتا ہوں تین دامادوں میں سے صرف ایک داماد

حضرت علیؓ کو مانتا ہوں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے صرف پانچ چھ صحابہ کو مانتا ہوں۔ باقی کی برائیاں کرے وہ اصل میں حضور کو نہیں مانتا۔ بلکہ اس فہرست بنانے والے کو مانتا ہے جس نے یہ لسٹ اپنی رائے سے مرتب کی کوئی بارہ پر ایمان لایا۔ کوئی صرف چھ اماموں پر کوئی صرف تین پر یہ گنتی اور تعداد کیسی جس مومن نے ایمان کے ساتھ اس جمال جہاں آرا کی ایک بار زیارت کر لی وہ ہماری آنکھوں کا تارا ہے۔ دل کا سہارا ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ صحابہ کبار اہل بیت اطہار کی شان کا تو کیا پوچھنا مدینہ پاک کا غبار زخمی دل کا مرحم بے چین دل کا چین ہے۔ ہمارے لئے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ کی نعلین شریف سر کا تاج ایسے ہی حضرت فاطمہ زہرا کے قدم کی خاک شریف آنکھوں کا سرمہ ہے۔ جیسے ابوبکر صدیقؓ تاج العلماء اول خلفاء ہیں۔ ویسے ہی حضرت علی مرتضیٰ خاتم الخلفاء قاسم ولایت اولیاء ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کو اس ذات کریم سے نسبت ہو اس سے ہم کو محبت اور وارفتگی ہو۔ مجنوں کو لیلیٰ کی گلی کا کتا پیارا۔ مومن کو جناب مصطفیٰ کے مدینہ کے کانٹے پیارے۔ مومن کو فہرست اور لسٹ سے کیا کام۔

عاشقاں را چہ کار با تحقیق
ہر کجا نام اوست قربانیم

تیسری ہدایت:۔ صحابہ کرام سے قبل اسلام جو کچھ صادر ہوا یا بعد اسلام جو خطائیں واقع ہوئیں اور رب تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان فرما دیا اب ان کا ذکر کرنا بہ نیت توہین ایمان کے خلاف ہے۔ حضرت ابوسفیان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے سے پہلے بہت جنگیں کیں۔ حضرت وحشی نے قبل ایمان حضرت حمزہ کو شہید کیا۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان نے حضرت امیر حمزہ کی نعش شریف کی بے حرمتی کی بعد میں یہ لوگ مومن ہو گئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بزرگوں کو معافی دے دی اور ان کو عزت و مال عطا فرمائے۔ تو ہم کلیجہ پھاڑنے والے کون۔ کیا ہمارے دل میں حضور سے زیادہ ان کا درد ہے۔

جیسے کہ انبیاء کرام سے لغزشیں ہوئیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے خطائیں ہوئیں۔ لیکن ان کی معافی کا اعلان قرآن وحدیث میں ہوگیا۔ حضرت زلیخا سے برا ارادہ واقع ہوا پھر ان کی توبہ کا اعلان بھی ہوگیا۔ اب ہم کو یہ حق نہیں کہ ان مقدس بزرگوں کی خطائیں اہانتہً بیان کر کے اپنا ایمان خراب کریں۔ ہماری نگاہ ان خطاؤں پر نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ انکی نسبتوں پر ہونی چاہیئے۔ ہم یہ نہ دیکھیں کہ برادران یوسف علیہ السلام یا حضرت زلیخا نے کیا کیا۔ ابوسفیان۔ وحشی وامیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا کیا۔ ہمای نظر اس پر ہونی چاہیئے۔ کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی زادے نبی کے بھائی ہیں۔ زلیخا پیغمبر کی زوجہ ہیں۔ ابوسفیان اور وحشی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تمام اولیاء وعلماء امت سے بہتر ہیں ساری امت کے سردار ہیں۔

چوتھی ہدایت:۔ بہتر یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام کی آپس کی شکر رنجیوں اور خانہ جنگیوں کا ذکر ہی نہ کریں اور اگر ضرور کرنا پڑ جائے تو تمام کا ذکر خیر سے کریں کہ ان سب کی خیریت کی گواہی قرآن کریم نے دی ہے۔ ہم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خبر دار نہیں ہیں رب نے ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے ان کے ایمان دار ہونے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔

اگر ہمارے والد اور چچا میں شکر رنجی یا جنگ ہو جائے تو ہماری سعادت مندی یہ ہے کہ ان دونوں کا احترام کریں وہ آپس میں پھر مل جائیں گے لیکن ہم بے ادبی کر کے دونوں طرف سے مارے جائیں گے' امیر معاویہ اور حضرت علی مرتضیٰ دونوں بھائی بھائی کی طرح جنت میں ہوں گے ہم ان میں سے کسی کو برا کہہ کر کیوں منہ کالا کریں۔ ایمان کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی ڈگری۔ امیر معاویہ کی معافی۔ اسی پر تمام اہلسنت کا اتفاق ہے۔

پانچویں ہدایت:۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ تا قیامت سادات کرام کا ادب واحترام کرے اور یہ سمجھے کہ یہ حضرات ہمارے ان پیغمبر کی اولاد ہیں جن سے ہم کو کلمہ ملا۔ ایمان ملا

۔قرآن ملا۔ بلکہ یوں کہو کہ ان سے ہمیں رحمٰن ملا۔ ہم کبھی بھی ان کے حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔اس مقدس اور شریف نسب میں بہت سی خصوصیات ہیں۔ یہ سید الانبیاء کی اولاد ہیں اور رب تعالیٰ نیک باپ داداوں کی طفیل اولاد پر کرم فرماتا ہے رب نے فرمایا۔

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ (کھف: ۸۲) ان دو بچوں کا باپ نیک تھا

ان حضرات پر زکوٰۃ اور صدقۂ واجبہ حرام ہے کیونکہ یہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے۔ ساری قومیں گمراہ ہوسکتی ہیں مگر سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے یہ دعا فرمائی تھی۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور ہماری اولاد میں اپنی اطاعت شعار جماعت رکھ۔ (البقرۃ ۱۲۸)

امام مہدی سید ہی ہوں گے جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نماز پڑھیں گے اور جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ان سادات پر ہم ہر نماز میں درود پڑھتے ہیں۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ.
صواعق محرقہ میں فرمایا۔ کہ خلافت ظاہری اگر چہ اہلبیت اطہار سے منتقل ہو گئی۔مگر خلافت باطنی تا قیامت سادات میں رہے گی۔ چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سید ہی ہو گا۔سید حضرات حبل اللہ المتین ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا۔غرضکہ سادات کرام کا ادب واحترام ایمان کا رکن اول ہے حتیٰ کہ اگر سید سے کوئی گناہ ہو جائے تو ہم اس گناہ کو برا سمجھیں سید کو برا نہ سمجھیں اگر حاکم اسلام کے پاس کوئی سید ایسے جرم میں ماخوذ ہو کر آئے جس سے شرعی سزا قائم کرنا لازم ہے تو حاکم وقت یہ سمجھ کر حد شرعی اس پر جاری کرے کہ شاہزادہ کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے میں اسے صاف کر رہا ہوں غرضکہ سادات کرام کا انتہائی ادب چاہیئے۔اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا ارْزُقْنَا حُبَّ اٰلِ رَسُوْلِكَ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ.

ہم نے سادات کرام کے طیب وطاہر نسب شریف کے فضائل میں مستقل رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام ہے الکلام المقبول فی شرافت نسب الرسول۔ اس کا مطالعہ کرو۔

چھٹی ہدایت:۔ خیال رہے کہ سادات کرام کی دادھیال اہلبیت اطہار سے ملتی ہے یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ان کی نانہیال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فردہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق ہیں (دیکھو صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰) اسی لئے کسی نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ ابوبکر صدیق کو کیا فرماتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ اے سالم کیا کوئی اپنے نانہال یا نانا کو بھی برا کہہ سکتا ہے۔ ابوبکر میرے نانا ہیں جوان سے بغض رکھے اللہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ کرے۔ دیکھو صواعق محرقہ صفحہ ۳۲۔ اس لحاظ سے تمام مسلمانوں کو سادات کرام کے دادھیال اور نانہیال کا ادب چاہیئے۔

امام جعفر صادق کا شجرہ نسب والد کی طرف سے یہ ہے:۔

امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم۔

اور آپ کا نسب نامہ والدہ کی طرف سے یوں ہے۔

امام جعفر صادق ابن فردہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم۔ تو آپ حضرت علی کے چوتھے پوتے اور حضرت ابوبکر صدیق کے چوتھے نواسے ہوئے یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے۔

ساتویں ہدایت:۔ بعض حضرات بے خبری میں کہہ دیتے ہیں کہ ہم حضور کی آل ہیں تم لوگ حضور کی امت ہو تمہیں نیک اعمال کرنے چاہیئں ہم کو چنداں ضرورت نہیں۔ یہ بہت ہی بری بات ہے اولاً تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہم حضور کی امت نہیں یہ اپنے کفر کا اقرار ہے۔ اور اقرار کفر بھی کفر ہے ہر مومن حضور کا امت اجابت ہے۔ اور ہر مخلوق حضور کا

امت دعوت ہے۔ امت نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ میں مسلمان نہیں۔ تمام صحابہ تمام ازواج اولاد بلکہ خود حضور کے والدین کریمین حضور کی امت ہیں۔ اور سب کے لئے حضور کا امتی ہونا فخر ہے۔

نیز کوئی شخص موت سے پہلے اعمال سے مستغنی نہیں ہوسکتا خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمال کرتے تھے اور خود حضرت علی و فاطمہ زہرا حضرات حسنین نیک اعمال کے سختی سے پابند تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا تھا کہ اے فاطمہ ایسا نہ ہو لوگ قیامت میں اعمال لے کر آئیں اور تم صرف نسب۔ حضرت حسین نے شہادت کے وقت تک نماز پڑھی حتیٰ کہ سجدہ میں سر دیا۔ اب ان سے بڑھ کر کون ہے جسے اعمال کی ضرورت نہ رہی۔

بلکہ حضور کی اولاد کو نیک اعمال زیادہ چاہئیں تاکہ ان کا عمل ان کے آباؤ اجداد کی زندگی شریف کا نمونہ ہو۔ دیکھنے والے کہیں کہ جن کی اولاد ایسی پاکباز ہے وہ خود کیسے ہوں گے۔ یاد رہے کہ ریل کا مسافر خواہ فسٹ کا ہو یا تھرڈ کا۔ انجن کی اور ریلوے لائن پر رہنے کی سب کو ضرورت ہے بلکہ فسٹ کا مسافر زیادہ کرایہ ادا کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو فسٹ کا مسافر ہوں نہ ریلوے لائن کا محتاج نہ مجھے انجن کی ضرورت نہ میں کرایہ ادا کروں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے چلانے والے ہیں اسلام لائن ہے اور اعمال گویا کرایہ ہے۔

آٹھویں ہدایت:۔ اہل بیت کی محبت دو طرح کی ہے سچی اور جھوٹی۔ سچی محبت نجات کا ذریعہ ہے۔ جھوٹی محبت ہلاکت کا پیش خیمہ۔ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے اور یہودیوں نے عزیر علیہ السلام سے جھوٹی محبت کی کہ عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ ہم کو اعمال کی ضرورت نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھ جانا ہم سب کے گناہوں کا کفارہ ہو چکا۔ یہود نے عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا مانا یہ بھی جوش محبت میں ہی تھا۔ بتاؤ اس غلط محبت سے وہ مومن ہوئے۔ ہرگز نہیں۔

اہل بیت کی سچی محبت یہ ہے کہ دل ان پر فدا ہو۔ ان کی اتباع میں انکے اعمال کرنے کی

کوشش ہو۔ نماز کی سخت پابندی کی جائے۔ صبر و شکر کا دامن کبھی نہ چھوڑے ان کے نقش قدم کو اپنے لیے رہبر بنائے۔ عاشورہ کے دن رات کو نوافل پڑھے دن میں روزہ رکھے اس دن صدقہ وخیرات کرے۔ تلاوت قرآن میں دن گزارے۔ کفار سے جہاد کے لئے تیار رہے۔ نااہل کو کبھی ووٹ نہ دے۔ کہ حضرت حسینؓ نے یزید کو اپنا ووٹ نہ دیا۔ سر دے دیا۔ طاغوتی طاقت کے آگے کبھی نہ جھکے' قانون اسلامی کو ٹوٹتا ہوا دیکھے تو جان دیدے مگر اسلام کی شان میں فرق نہ آنے دے مصیبت میں گھبرا نہ جائے بہر حال ان کی سی زندگی گزارنے کی کوشش کرے اہلبیت اطہار کی یہ سچی محبت ہے خواہ زبان سے اس محبت کا اعلان ہو یا نہ۔ اللہ یہ محبت نصیب کرے

مگر جب نماز کا ذکر نہیں۔ اسلامی صورت نہیں۔ مسلمانوں کا سا لباس نہیں۔ اسلامی اخلاق نہیں۔ صرف عاشورہ کے دن سینہ یا سر پیٹ لیا۔ گھوڑا نکال لیا۔ ماتم کر لیا۔ زنجیر سے سینہ زخمی کر لیا اور سمجھے کہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ جنت کا ٹکٹ مل گیا۔ دوستوں یہ سچی محبت اہلبیت نہیں۔ یہ تو یزیدیوں کی نکل ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زنجیر نہ تھی تلوار تھی۔ انہوں نے اپنا سینہ نہ کوٹا تھا۔ یزیدیوں کا سر کچلا تھا ان کی زبان پر ہائے وائے نہ تھی بلکہ قرآن تھا۔ انہوں نے عاشورہ کے دن نماز نہ چھوڑی تھی کھانا پینا چھوڑا تھا کاش آج ہمارے ہاتھ میں بجائے زنجیر کے کفار کے مقابلہ میں تلوار ہوتی۔

لطیفہ:۔ کسی نے حضرت امیر ملت قطب الوقت سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض لوگ ہمارے ہاں امام حسین کا مصنوعی جنازے بنا کر سینے پیٹتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ اگر یہ عقل مند یزید کا جنازہ بناتے تو اس پر چار جوتیاں ہم بھی مار آتے۔ پھر فرمایا کہ اس سے تو ہندو ہی عقل مند رہے کہ وہ دسہرے کے دن دشمن یعنی راون کا تابوت بنا کر اسے گولی کا نشانہ بناتے ہیں۔ رام چندر کا جنازہ نہیں بناتے۔

نیز کسی نے حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضور سید دوزخ میں جا سکتے ہیں یا

نہیں۔ فرمایا رب تو نہیں چاہتا کہ سید دوزخ میں جاویں۔ اگر ان میں سے کوئی خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگائے تو اس کی مرضی۔

نویں ہدایت:۔ صحابیت وہ درجہ ہے جس کو کوئی غیر صحابی نہیں پہنچ سکتا۔ جس کے دلائل گذر چکے۔ پھر جو خوش نصیب لوگ صحابی بھی ہوں اور حضور کے اہلبیت بھی وہ تو نورٌ علیٰ نور ہیں۔ جیسے حضور کی ازواج پاک اور تمام صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن اجمعین۔ لیکن وہ حضرات جو صحابی تو ہیں مگر اہل بیت نہیں، جیسے حضرات خلفاء ثلاثہ یا عام مہاجرین وانصار، وہ ان بزرگوں سے زیادہ درجہ والے ہوں گے جو اہلبیت تو ہیں مگر صحابی نہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وہ صاحبزادگان جو ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ کیونکہ صحابیت بڑی اعلیٰ نعمت ہے۔ اسلئے عرض کیا گیا۔ کہ آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہلبیت تو صحابی نہیں اور کوئی صحابی اہلبیت نہیں وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ صحابی غیروں کو کہا جاتا ہے جو حضور کے اپنے ہیں وہ صحابہ نہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں افضل ہیں اور صحابہ سے ان کی وہ ہی مراد ہوتی ہے جو ہم عرض کر چکے۔ مگر یہ غلط ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد انبیاء افضل البشر ہیں۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مرض وفات شریف میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلے پر کھڑا کیا اور تمام مسلمانوں کا امام بنایا۔ اور یہ اتفاقاً نہ تھا۔ بلکہ فرمایا کہ جس قوم میں ابوبکر ہوں اس میں کسی اور کو امام بننے کا حق ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ قوم میں امام اس کو بنایا جاتا ہے۔ جو سب سے علم و فضل میں زیادہ ہو۔ رب نے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اولوالفضل یعنی سب سے افضل فرمایا وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ (نور ۲۲) خیال رہے کہ فضل کے بعد منکم مذکور ہے لیکن سعة کے بعد منکم نہیں۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبر فضیلت میں تمام صحابہ واہلبیت سے زیادہ ہیں مگر مالداری میں نہیں۔

یہ بھی خیال رہے یہ کلی فضیلت کا ذکر تھا رہی جزوی فضیلت اس میں بعض اہلبیت اطہار صدیق اکبر سے افضل ہیں جیسے لخت جگر ہونے، نورِ نظر ہونے جزو بدن ہونیکی جو عظمت

حضرت خاتون جنت کو حاصل ہے وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے مطلقاً اور کلی پر افضل ہیں۔ لیکن بعض انبیاء کرام میں بعض جزوی خصوصیات علیحدہ موجود ہیں۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائکہ ہونا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر والد پیدا ہونا۔

دسویں ہدایت:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ اور بی بی خدیجۃ الکبریٰ افضل واعلیٰ ہیں بی بی عائشہ صدیقہ میں بہت خصوصیات ہیں۔ آپ ہی حضور کو کنواری ملیں۔ آپ ہی تمام ازواج سے زیادہ علم والی کہ بہت سی احادیث آپ سے مروی ہیں اور قرآن حکیم کی فہم بے مثل رکھتی تھیں۔ آپ کے بستر میں حضور پر وحی آتی تھی۔ آپکو روح الامین سلام عرض کرتے تھے۔ آپ کو کچھ لوگوں نے تہمت لگائی تو رب نے آپ کی عصمت کی گواہی قرآن میں دی۔ یعنی بی بی مریم کو تہمت لگی تو عیسیٰ علیہ السلام گواہ۔ یوسف علیہ السلام کو تہمت لگی تو ایک شیر خوار بچہ گواہ۔ محبوبہ محبوب کو تہمت لگی تو خود رب تعالیٰ گواہ۔ آپ ہی کے سینہ شریف پر حضور کی وفات ہوئی اور آپ کے ہی حجرہ میں حضور تا قیامت جلوہ گر ہیں۔

بی بی خدیجۃ الکبریٰ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنوارے ملے۔ حضور نے آپ کی موجودگی میں کوئی اور نکاح نہ کیا۔ آپ نے ہی حضور کے آڑے وقت میں نہایت وفادارانہ طور پر ساتھ دیا۔ آپ ہی کے مال سے اللہ نے حضور کو غنی فرمایا کر فرمایا ''وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى'' (الضحیٰ ۸) آپ ہی حضور کی تمام اولاد کی ماں ہیں کہ سوا حضرت ابراہیم کے تمام اولاد آپ سے ہے۔ آپ ہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کی اصل اور تمام سادات کرام کی دادی صاحبہ ہیں۔ میں کیا اور میرا کیا منہ کیا۔ کہ ان سرکاروں کے مراتب بیان کرسکوں ان کی قبر انور کی خاک کے ذرے مسلمانوں کے دل کے قبلہ اور جان کے کعبہ ہیں۔

تمام اولاد پاک میں حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا بہت افضل واعلیٰ ہیں۔ آپ سید الانبیاء کی لاڈلی۔ سید الاولیاء شیر خدا کی بانو یعنی گھر کا اجالا ہیں اور سید الشہداء کی ماں حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرِ اولاد کی اصل ہیں۔
حضور کے والد کریمین طیبین طاہرین حضور کی نبوت کے ظہور سے پہلے وفات پا گئے وہ حضرات اپنی زندگی میں بے گناہ مومن اور اللہ کے مقبول تھے۔ جنہیں رب نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی امانت کے لیے چنا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دوبارہ زندہ فرما کر اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمایا انہیں اپنا کلمہ پڑھا کر اپنی امت میں داخل فرمایا (شامی)۔ اب وہ حضرات صحابی رسول ہیں۔
چند نشستوں میں یہ چند اوراق سیاہ کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ اس سیاہی سے میری سیاہ کاری دور فرمائے اور میرے نامہ اعمال کی سیاہی کو دھودے مجھے قیامت کی روسیاہی سے بچائے۔
میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک صحابی رسول کی ذات شریف سے لوگوں کے مطاعن دفع کروں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی اس کے پس پشت عزت بچائے تو اللہ اسے قیامت کی ذلت سے بچائے گا۔ تو جو کوئی حضور کے ایک صحابی کی عزت سے طعن دور کرے تو حضور کے اس وعدے کے مطابق امید ہے کہ رب اسے ذلت و خواری سے دین و دنیا میں بچائے گا۔ نقیر کی یہ حقیری تحریر جسے پسند آئے وہ قبول فرمائے اور مجھے دعائے خیر سے یاد کرے اور جسے پسند نہ آئے وہ مجھے برا کہے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے سے باز آئے تب بھی میری محنت ٹھکانہ لگی۔

تتمہ

یہ رسالہ لکھ چکنے کے بعد میرے عزیز ترین شاگرد رشید الحاج سید محمود شاہ صاحب گجراتی سلمہ نے مجھے رائے دی کہ میں اس رسالہ میں حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ العزیز اور حضرت محبوب سبحانی غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ارشادات گرامی جو ان بزرگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کے متعلق فرمائے ضرور یہاں نقل کر دوں۔ تاکہ برکت کے ساتھ ساتھ استدلال میں قوت

بھی حاصل ہو۔ مجھے ان عزیز کی یہ رائے بہت پسند آئی میں نہایت فخر سے ان محبوبان بار گاہ الٰہی کے ارشادات نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ناظرین کرام بغور ملاحظہ کریں اور ایمان تازہ کریں اور سوچیں کہ ان بزرگوں کی عقیدت صحابہ کرام اور امیر معاویہ کے متعلق کیا تھی۔

قطب ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ جو اکابر اولیا امت میں سے ہیں ان کے مکتوبات شریف مومنوں کی آنکھوں کا نور دل کا سرور ہیں۔ اس مکتوبات شریف جلد اول مکتوب پنجاہ چہارم ۵۴ صفحہ ۸۶ جو شیخ فرید صاحب کو تحریر فرمایا گیا۔ جس میں بدمذہب کی صحبت سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی اس میں فرماتے ہیں۔

"بد ترین جمیع فرق مبتدعان جماعت اند کہ باصحاب پیغمبر بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشاں را کافر می نامد لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ قرآن و شریعت را اصحاب تبلیغ نمودند اگر ایشاں مطعون باشند طعن در قرآن شریف لازم آید"

تمام بدعتی فرقوں میں بدتر فرقہ وہ ہے جو حضور کے صحابہ سے بغض رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کو کافر کہا ہے کہ قرآن میں فرمایا لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (فتح ۲۹) قرآن اور شریعت کی تبلیغ صحابہ نے کی اگر خود صحابہ ہی مطعون ہوں تو قرآن اور ساری شریعت میں طعنہ ہوگا۔

حضرت مجدد صاحب اسی مکتوب شریف میں کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"دخلافی و نزاع کہ درمیان اصحاب واقع شدہ بود محمول بر ہوائے نفسانی نیست درصحبت خیر البشر نفوس ایشاں بتزکیہ رسیدہ بودند واز آزادگی آزاد گشتہ"

جو جھگڑے اور لڑائیاں صحابہ کرام میں ہوئیں وہ نفسانی خواہش کی بنا پر نہ تھیں کیونکہ صحابہ کے نفوس حضور کی صحبت کی برکت سے پاک ہو چکے تھے اور ستانے سے آزاد۔

''ایں قدر می دانم کی حضرت امیر در آں باب برحق بودند و مخالف ایشاں بر خطا بود اما ایں خطا خطاء اجتہادی است تا بحد فسق نمی رساند بلکہ ملامت راہم دریں طور خطا گنجائش نیست کی مخطی را نیز یک درجہ است از ثواب''

میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ان جنگوں میں علی مرتضیٰ حق پر تھے اور انکے مخالفین خطا پر لیکن یہ خطا اجتہادی ہے جو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتی بلکہ یہاں ملامت کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ خطا کار مجتہد کو بھی ثواب کا ایک درجہ مل جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی اسی مکتوبات شریف جلد دوم مکتوبات سی و ششم صفحہ ۲۷ میں جو خواجہ محمد نقی صاحب کو حقیقت مذہب اہلسنت کے بارے میں لکھا گیا۔ اس میں فرماتے ہیں۔

''ہر گاہ اصحاب کرام در بعض امور اجتہادیہ باآں سرور علیہ الصلوٰۃ و تسلیمات مخالفت کردہ اند بخلاف رائے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حکم نمودہ اند و آں اختلاف ایشاں مذموم و ملام نبود وضع آں باوجود نزول وحی نیامدہ''

''مخالفت با امیر در امور اجتہادیہ چرا کفر باشد و مخالفاں چرا مطعون و ملام باشند محارباں امیر جم غفیر اند از اہل اسلام و از اَجلاّء اصحاب اند و بعضے از ایشاں مبشر بجنت تکفیر و تشنیع ایشاں امر آسان نیست

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ

(کہف ۵)

جبکہ صحابہ کرام بعض اجتہادی چیزوں میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رائے کی بھی مخالفت کرتے تھے اور حضور کی رائے کے مخالف رائے دیتے تھے اور انکا یہ اختلاف نہ برا تھا نہ ملامت کے قابل اور انکے خلاف کوئی وحی نہ آئی تو حضرت علی کی مخالفت اجتہادی امور میں کفر کیسے ہو گئی۔ اور علی کے مخالفین پر طعن و ملامت کیوں ہے حضرت علی سے جنگ کرنے والے اہل اسلام کی بڑی جماعت اور جلیل القدر صحابہ ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت آ چکی ہے۔ انہیں کافر کہنا یا ملامت کرنا آسان نہیں ہے۔ بہت سخت بات انکے منہ سے نکلتی ہے۔

حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اس طویل مکتوب شریف میں کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ غور سے ملاحظہ فرماویں۔

"صحیح بخاری کہ اصح کتب است بعد کتاب اللہ وشیعہ نیز بآں اعتراف دارند فقیر از احمد نیتی کہ از اکابر شیعہ بودہ است شنیدہ ام کہ می گفت کتاب بخاری اصح کتب است بعد کتاب اللہ آنجا راویت ہم از موافقان امیر است وہم از مخالفان امیر و بموافقت و مخالفت مرجوح وراجح نداشتہ اند۔ چنانچہ از امیر روایت کند از معاویہ نیز روایت کند اگر شائبہ طعن درمعاویہ و در روایت معاویہ بودے ہرگز درکتاب روایت نہ کردے و او رادرج نہ کردے"

صحیح بخاری جو قرآن کے بعد بڑی صحیح کتاب ہے اور شیعہ بھی اس کا اقرار کرتے ہیں یعنے شیعوں کے بڑے عالم احمد نیتی کو سنا کہ کہتا تھا کہ قرآن کے بعد بخاری تمام کتب میں صحیح تر کتاب ہے۔ اس میں بھی حضرت علی کے مخالفین سے روایت موجود ہیں۔ اور امام بخاری نے حضرت علی کی موافقت یا مخالفت کی وجہ حدیث کو راجح یا مرجوح نہ فرمایا۔ امام بخاری جیسے کہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں ویسے ہی امیر معاویہ سے اگر امیر معاویہ میں طعنہ کا ادنیٰ شائبہ ہوتا تو امام بخاری ان سے ہرگز روایت نہ کرتے اور درج نہ فرماتے۔

ضروری نوٹ:۔ حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اسی مکتوب شریف میں اپنا ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میرا طریقہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد شریف و حضرت علی رضی اللہ عنہم کی فاتحہ کے لئے کھانا پکواتا تھا۔ ایک بار میں نے خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ دیکھا کہ میں سلام عرض کر رہا ہوں مگر جواب نہیں ملتا اور حضور میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ:

"من بخانہ عائشہ میخورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد"

ہم عائشہ کے گھر کا کھانا کھاتے ہیں جو مجھے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے۔

میں سمجھ گیا کہ میں فاتحہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نہیں لیتا ہوں۔ اس کے بعد سے میں تمام ازواج پاک خصوصاً حضرت صدیقہ کو فاتحہ میں شریک کر لیتا ہوں تمام ازواج حضور کی سچی اہلِ بیت ہیں۔ (انتہیٰ صفحہ ۷۴)۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ان ارشادات گرامی سے بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت مجدد کا عقیدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ازواج پاک اور تمام صحابہ کرام کے متعلق کیا ہے۔ اب جس مسلمان کے دل میں حضرت مجدد صاحب کی محبت ہو گی وہ امیر معاویہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو حضرت مجدد صاحب کی جماعت سے خارج ہو گا۔

حضور غوث الاعظم کے ارشادات

قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب مستطاب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۱ پر اہلسنت کے عقائد کے بیان میں ایک فصل باندھی۔

فَصْلٌ وَیَعْتَقِدُ اَھْلُ السُّنَّۃِ اَنَّ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْاُمَمِ وَ اَفْضَلُھُمْ اَھْلُ الْقَرْنِ الَّذِیْنَ شَاھَدُوْہُ

اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام امتوں میں بہتر حضور کی امت ہے اور ان سب امت میں اس زمانہ والے بہتر ہیں جنہوں نے حضور کو دیکھا۔

اس فصل میں خلافت کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ وَلِیَ مُعَاوِیَۃُ تِسْعَ عَشَرَ سَنَۃً وَکَانَ قَبْلَ ذَالِکَ وَلَّاہُ عُمَرُ الْاِمَارَۃَ عَلٰی اَھْلِ الشَّامِ عِشْرِیْنَ سَنَۃً

پھر خلافت کے والی امیر معاویہ رہے انیس سال تک اور اس سے پہلے انہیں عمر رضی اللہ عنہ نے شام کا حاکم رکھا تھا بیس سال تک۔

حضور غوث پاک اسی غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۵ میں امیر معاویہ اور علی مرتضیٰ کی جنگ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاَمَّاقِتَالُہٗ لِطَلْحَۃَ وَالزُّبَیْرِ وَعَائِشَۃَ وَمَعَاوِیَۃَ فَقَدْ نَصَّ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَلَی الْاِمْسَاکِ عَنْ ذٰلِکَ وَجَمِیْعِ مَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ مِنْ مُنَازَعَۃٍ وَمُنَافِرَۃٍ وَ خُصُوْمَۃٍ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُزِیْلُ ذٰلِکَ مِنْ بَیْنِھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِنْ غِلٍّ وَلِاَنَّ عَلِیًّا کَانَ عَلَی الْحَقِّ فِیْ قِتَالِھِمْ فَمَنْ خَرَجَ مِنْ ذٰلِکَ بَعْدُوَ نَاصَبَہٗ حَرْبًا کَانَ بَاغِیًا خَارِجًا عَنِ الْاِمَامِ فَجَازَ قِتَالُہٗ وَمَنْ قَاتَلَہٗ مِنْ مُعَاوِیَۃَ وَطَلْحَۃَ وَالزُّبَیْرِ طَلَبُوْ اٰثَارَ عُثْمَانَ خَلِیْفَۃِ حَقِّ الْمَقْتُوْلِ ظُلْمًا وَالَّذِیْنَ قَتَلُوْا کَانُوْا فِیْ عَسْکَرِ عَلِیٍّ فَکُلٌّ ذَھَبَ اِلٰی تَاوِیْلٍ صَحِیْحٍ۔

اور لیکن حضرت علی کا حضرت طلحہ زبیر و عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ سے اس قتال کے متعلق امام احمد نے تصریح کی ہے کہ اس میں اور صحابہ کے تمام جنگوں میں بحث کرنے سے باز رہنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ انکی تمام کدروتوں کو قیامت میں دور فرمادیگا۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ ہم جنتیوں کے سینوں سے کینے نکال دینگے۔ اور اس لئے کہ علی مرتضیٰ ان صحابہ سے جنگ کرنے میں حق پر تھے اور جو کوئی انکی اطاعت سے خارج ہوا اور انکے مقابل جنگ آزما ہوا اس سے جنگ جائز ہوئی۔ اور جن بزرگوں نے علی مرتضیٰ سے جنگ کی جیسے حضرت طلحہ زبیر امیر معاویہ انہوں نے حضرت عثمان کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کیا جو کہ خلیفہ برحق اور مظلوم ہوکر شہید کئے گئے اور عثمان کے قاتلین حضرت علی کی فوج میں شامل تھے۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک صحیح تاویل کی طرف گئے۔

حضور غوث الثقلین سرکار بغداد اسی غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۶ میں امیر معاویہ کی امارت و خلافت کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيْحَةٌ بَعْدَ مَوْتِ عَلِیٍّ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ نَفْسَهٗ عَنِ الْخِلَافَةِ وَتَسْلِيْمِهَا اِلٰی مُعَاوِيَةَ بِرَأیٍ رَاٰهُ الْحَسَنُ وَ مَصْلِحَةٍ عَامَّةٍ تَحَقَّقَتْ لَهٗ، وَحِقْنِ دِمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ.

اور رہی امیر معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت پس وہ اس وقت سے درست ہوئی جبکہ حضرت علی کی وفات ہوگئی اور امام حسن نے اپنے کوخلافت سے علیحدہ کر لیا اور امیر معاویہ کے سپرد کر دی ایک مصلحت کی بنا پر جوامام حسن نے دیکھی اور آپکو مصلحت عامہ اسی میں نظر آئی مسلمانوں کا خون بچانے کے لئے۔

حضورغوث پاک سرکار بغداد جیلانی اسی غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۷۸ میں اہل سنت کا عقیدہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

وَ اتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰی وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَالْاِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيْهِمْ وَاِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ وَتَسْلِيْمِ اَمْرِهِمْ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی مَا كَانَ وَجَرٰی مِنْ اِخْتِلَافِ عَلِیٍّ وَعَائِشَةَ و مُعَاوِيَةَ وَ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰی مَا قَدَّمْنَا بَيَانَهٗ، وَاِعْطَاءُ كُلِّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ، كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا الخ

سارے اہلسنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور انہیں برا کہنے سے پرہیز کیا جائے۔ ان کے فضائل اور انکی خوبیاں ظاہر کی جائیں اوران بزرگوں کا معاملہ رب کے سپرد کیا جائے۔جیسے وہ اختلافات جوحضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ معاویہ، طلحہ زبیر رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے جس کا بیان ہم پہلے کر چکے ہیں اور ہر عظمت والے کواس کی عظمت کا حق دیا جائے۔ کیونکہ رب تعالیٰ مومنوں کی شان میں ارشاد فرماتا ہے کہ جو مسلمان ان صحابہ کے بعد آئے وہ یوں کہتے ہیں کہ اے رب ہمیں بخشدے الخ

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ان ارشادات کو سن کر سچا مسلمان اور کوئی بزرگوں

کا ماننے والا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کر کے اپنا ایمان برباد نہ کرے گا۔

حضور غوث اعظم کا یہ واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ جسے عام علماء و واعظین بیان فرماتے رہتے ہیں کہ کسی نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تو بڑی شان ہے وہ حضور کے سالے حضور کے کاتب وحی اور جلیل القدر صحابی ہیں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ اسلام لا کر صرف ایک نظر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ سکے پھر سرکاری حکم سے ایسے گوشہ نشین ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہی باہر نکلے۔ کسی ولی کی محبوبیت حضرت وحشی تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ وہ صحابی رسول ہیں اور صحابی تمام جہاں کے اولیاء سے اعلیٰ ہوتے ہیں

امام اعظم رضی اللہ عنہ

طریقت کے امام اعظم یعنی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات تو سن چکے اب شریعت کے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی بھی سنو۔ وہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں صحابہ کے متعلق اہل سنت کا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں صفحہ ۸۵۔

نَتَوَلَّاهُمْ جَمِيْعًا وَلَا نَذْكُرُ الصَّحَابَةَ اِلَّا بِخَيْرٍ.	ہم اہلسنت تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی سے ہی یاد کرتے ہیں۔

اس کی شرح میں مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر میں یوں فرماتے ہیں۔

وَاِنْ صَدَرَ مِنْ بَعْضِهِمْ بَعْضُ مَا صَدَرَ فِىْ صُوْرَةِ شَرٍّ فَاِنَّهٗ كَانَ عَنْ اِجْتِهَادٍ وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى وَجْهِ فَسَادٍ	اگرچہ بعض صحابہ سے وہ چیزیں صادر ہوئیں جو بظاہر صورت شر ہیں لیکن وہ سب اجتہاد سے تھیں فساد سے نہ تھیں۔

بتاؤ اب کون حنفی ہے جو اپنے کو حنفی کہتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن کھولے اور اپنے امام کی مخالفت کرے۔

حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ

سرتاج اولیاء سند اصفیاء زینت پنجاب حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ العزیز اپنی کتاب کشف المحجوب باب ذکر ائمہ اہلبیت میں صفحہ ۵۸ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ سنو اور پتہ لگاؤ کہ داتا صاحب کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا عقیدت و نیاز مندی ہے۔

"روزے مردے نبز دیک وے آمد و گفت یا پسر رسول اللہ من مرد درویشم اطفال دارم مرا از تو قوت امشب باید حسین رضی اللہ عنہ وے را گفت بنشیں کہ مرا رزقے در راہ است تا بیارند بسے برنیامد کہ پنج صرہ از دینار بیاوردند از نزد امیر معاویہ اندر ہر صرہ ہزار دینار بود و گفتہ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ از تو عذری خواہد وی گوید کہ ایں وجہ مقدار اندر وجہ کہتراں خرچ کن تا بر اثر ایں تیماری نیکو تریں داشتہ آید حسین رضی اللہ عنہ اشارت بداں درویش کرو تا آں پنج صرہ بدو دادند۔

ایک دن ایک آدمی امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا کہ اے رسول کے فرزند میں فقیر بال بچہ دار ہوں۔ آج رات کی روٹی چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو ہمارا رزق راستہ میں ہے وہ پہنچ جانے دو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ امیر معاویہؓ کے پاس سے آپ کی خدمت میں پانچ تھیلیاں پہنچیں ہر ایک میں ہزار ہزار اشرفیاں تھیں اور لانے والوں نے پیغام دیا کہ معاویہ معذرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معمولی نذرانہ اپنی معمولی ضرورتوں میں خرچ فرماویں، اس کے بعد اس سے بہت زیادہ حاضر کیا جائے گا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اس فقیر کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اسے بخش دیں۔

داتا صاحب قدس سرہ نے اس واقعہ میں چند باتیں بتائیں' امام حسین رضی اللہ عنہ کا غیب کا حال جاننا کہ آئندہ کی خبر دے دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہل بیت اطہار سے نیاز مندی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھاری نذرانہ پیش فرمایا کرتے تھے اپنے خزانہ کے منہ اہل بیت اطہار کے لئے کھول دیئے تھے (خیال رہے کہ یہ ہدیہ خالص نذرانہ تھا۔ سالانہ وظیفہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا مقرر ہوا تھا نہ کہ امام حسین کا رضی اللہ عنہ) امام حسین رضی اللہ عنہ کا اس نذرانہ کو قبول فرما کر راہ خدا میں خیرات فرمانا (خیال رہے کہ نہایت طیب وطاہر حلال چیز اللہ کی راہ میں خیرات دی جاتی ہے) آئندہ زیادہ نذرانہ پیش کرنے کا وعدہ۔

اب کون عقیدت مند ہے کہ جو داتا صاحب ؒ کو مان کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بد گوئی کرے۔

مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ

ہم اس کتاب میں حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ کی مثنوی شریف کا حوالہ پیش کر چکے ہیں جس میں انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کا ماموں لکھا ہے نیز ان کی کرامت مثنوی کے چودہ صفحات میں بیان فرمائی کہ انہیں ابلیس لعین نماز کے لئے جگانے آیا پھر آپ کے پکڑ لینے پر وہ آپ کی گرفت سے چھوٹ نہ سکا اور نہ آپ کو فریب دے سکا۔

غرضکہ تمام علماء اہل سنت اور اولیاء امت کا متفقہ عقیدہ یہ ہی رہا اور یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کا دل سے احترام کریں۔ انہیں تمام امت سے افضل جانیں۔ لہٰذا یہ ہی صراط مستقیم ہے جو اولیاء اللہ کا راستہ ہے وہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اس پر رہنے کا ہم کو حکم خداوندی ہے۔ رب فرماتا ہے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ (توبہ ۱۱۹) سچوں کے ساتھ رہو اور فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (فاتحہ) اے خدا ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت دے ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یہ اولیاء اللہ ہی انعام والے بندے ہیں۔ یہ ہی سچے لوگ ہیں

انہیں کا راستہ سیدھا راستہ ہے

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے کون ملیں گے، یا رافضی یا وہ سنی جو روافض کی صحبت میں رہ کر یا ان کی کتب دیکھ کر اپنے ایمان کی دولت برباد کر چکے۔ رب تعالیٰ ہر مسلمان کا ایمان اس زمانہ کی ہواؤں سے محفوظ رکھے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

احمد یار خاں

خطیب جامع چوک پاکستان گجرات پنجاب

۹ شعبان ۱۳۷۵ھ

یوم جمعۃ المبارک